رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۸۳۵

الفضل

قادیان

ایڈیٹر ـ غلام نبی

ہفتہ میں تین بار

The ALFAZL QADIAN.

فی پرچہ ۱/

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰ غہ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳ غہ

جلد ۲۲	مطابق یکم جولائی سنہ ۱۹۳۴ء	یوم یکشنبہ	۱۸ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۳ھ	نمبر ۱

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ۲۹ جون بوقت تین بجے بعد دوپہر کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو کل سے حرارت ہو جاتی اور انفلوئنزا کی علامات پیدا ہو جاتی ہیں۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

جماعت احمدیہ لکھنؤ کا ۲۹-۳۰ جون و یکم جولائی کو سالانہ جلسہ ہے جس میں شمولیت کے لئے نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور مولوی محمد نذیر صاحب روانہ کئے گئے۔ اور جماعت احمدیہ ... کے جلسہ میں شریک ہونے کے لئے مولوی نذیر احمد صاحب سابق مبلغ افریقہ اور گیانی واحد حسین صاحب بھیجے گئے۔

نصرت گرلز ہائی سکول کو جو رستہ جاتا ہے۔ برسات کے موسم میں چونکہ اس میں پانی بھر جاتا ہے۔ اور آنے جانے والوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے اس لئے اس رستے میں بھرتی ڈال کر اونچا رستہ تیار کرایا جا رہا ہے اس کا خرچ لوکل جماعت احمدیہ سے بذریعہ چندہ مہیا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

موہبت الٰہی

(فرمودہ یکم جولائی سنہ ۱۹۰۳ء)

"میں ایک مرد ہوں۔ کہ خدا میرے ساتھ گفتگو کرتا ہے۔ اور اپنے خاص خزانہ سے مجھے تعلیم دیتا ہے۔ اپنے ادب سے میری تادیب فرماتا ہے۔ وہ اپنی مجھ پر وحی بھیجتا ہے۔ میں اسکی وحی کی پیروی کرتا ہوں ایسی صورت میں مجھے کونسی ایسی ضرورت ہے۔ کہ میں اس کی راہ کو ترک کر کے دوسری متفرق راہیں اختیار کروں۔ جو کچھ آجتک میں نے کہا ہے اسی کے امر سے کہا ہے۔ اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں ملایا اور نہ اپنے خدا پر میں نے کوئی افترا باندھا ہے۔ مفتری کا انجام ہلاکت ہے پس اس کاروبار پر تعجب کریگا کونسا مقام ہے اس قادر مطلق خدا کے کاروبار پر تعجب نہ کرو۔ کیونکہ اس نے تو زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ وہ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور کسی کو مجال نہیں کہ اس سے پوچھے۔ کہ یہ کیا کیا۔ میرے پاس خدا تعالیٰ کی بہت سی شہادتیں ہیں اس نے میرے لئے بڑے بڑے نشان دکھلائے ہیں اور اسکی وحی کردہ غیبی خبریں ہیں جو اس نے مجھے دی ایسے ایسے اد ہیں۔ کہ انسان کی عقل کو ان تک رسائی نہیں ہے"

(الحکم ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۰۳ء)

قصیدہ

در شان سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

بزبان احمدیان کشمیر

ذیل کا قصیدہ جماعت احمدیہ سرینگر نے علاقہ کشمیر کے احمدیوں کی طرف سے ارسال کیا ہے۔

السلام اے امامِ ما
اے ہمائے بامِ ما
اے نثارِ تو سروری
مشکِ تاتار و عنبری
فخر و سالارِ قدسیاں
ساکنِ منزلِ جناں
موردِ فضلِ ذو المنن
بوئے گلاب و نسترن
حامئے دینِ مصطفےٰ
عاشقِ روئے مجتبےٰ
عالم و عامل و علم

حبذا اے ہمامِ ما
از تو صبح است شامِ ما
از دمِ تست جانبری
بوئے گُل پیمبری
پشت و پناہِ مومناں
راحتِ جانِ انس و جاں
مہبطِ لطف و جانِ تن
بُت شکن ماحیٔ فتن
ہادیٔ دین و مہتدے
معطئ خیر و مجتدے
کامل و مالک قلم

صائب الرائے و ذی ہِمم
نیست یارائے ہمسری
در نکوئی سمندری
سحر کُن است کلامِ تو
بر سمائے مقامِ تو
چشمِ نرگس چو واکنی
غنچۂ لب چو واکنی
دارُوئے دردِ ما توئی
کانِ مہر و وفا توئی
ہدیۂ تست جانِ ما
محوِ تُست نشانِ ما

حسن الخلق ذی شیم
عالمے را۔ تو برتری
پادشاہ سخنوری
زندگی بخش جامِ تو
صد علاج است نامِ تو
یک قیامت بپا کنی
با خدا آشنا کنی
عینِ شفائے ما توئی
جانِ بقائے ما توئی
اختیار و عنانِ ما
در پئے تو بجانِ ما

ایک احمدی خاتون کی بی۔ اے میں کامیابی

نہایت خوشی اور مسرت کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ محترمہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ بنت جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ بی۔ اے کے امتحان میں سیکنڈ ڈویژن میں کامیاب ہوگئی ہیں اور ۲۳۵ نمبر حاصل کئے ہیں اس شاندار کامیابی پر ہم محترمہ اور ان کے والدین کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ امۃ اللہ بیگم صاحبہ قادیان سے پہلی اور جماعت میں غالباً دوسری گریجویٹ خاتون ہیں۔

انہوں نے پرائیویٹ طور پر بی۔ اے تک کامیابی حاصل کی ہے۔ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کامیابی کو ان کے لئے اور جماعت کے لئے فائدہ بخش بنائے۔

احراریوں کی دہوکہ بازی

احراریوں کی چالبازیوں کے متعلق اس سے پہلے کئی دفعہ لکھا جا چکا ہے۔ یہ لوگ اپنی چالاکی اور چالبازی سے پہلے لوگوں میں فساد کرا دیتے ہیں۔ اور پھر ان فسادات کو اس بات کے ثبوت میں پبلک اور گورنمنٹ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ کہ یہ ان کے پبلک اور عوام پر اثر کی وجہ سے ہے۔ اسی طرح مختلف رنگوں میں عوام پر یہ اثر پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ گورنمنٹ احراریوں کی طاقت کی وجہ سے مرعوب ہے۔ اور ان کے خوش کرنے کے لئے ہر طرح کی کوشش کرتی رہتی ہے۔ قادیان میں گزشتہ جمعہ کو احراریوں نے کچھ لوگوں کو جمع کر کے اسی قسم کی دھوکہ دہی کی ہے۔ جن لوگوں نے مولوی عبد الغفار صاحب غزنوی اور مولوی عنایت اللہ صاحب کی تقریریں سنیں۔ ان پر واضح ہو گیا ہوگا۔ کہ جماعت احمدیہ کے علاوہ ان لوگوں کے حملہ کا رُخ شیخ صالح محمد صاحب سب انسپکٹر پولیس کی ذات بھی تھی۔ ان تقریروں میں ان پر تمام وہ بہتانات تھوپ دیئے گئے ہیں۔ جو اس سے پہلے احمدیوں پر لگایا کرتے تھے۔ اور کہا گیا۔ کہ شیخ صالح محمد صاحب احمدیوں کے ساتھ سازش کر کے احرار کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ یا پہنچانا چاہتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں مقامی چوکی کے انچارج محمد علی خان صاحب ہیڈ کانسٹبل کی تعریف کی گئی۔ یہ وہی کانسٹبل صاحب ہیں۔ جن کے متعلق ۱۳ اپریل کے جمعہ کے لیکچر میں بیان کیا گیا تھا۔ کہ قصر خلافت میں ایک سازش میں شامل ہوئے ہیں۔ جو مولوی عنایت اللہ صاحب جیسے عظیم الشان انسان کے قتل کے لئے کی گئی ہے۔ جس طرح سازش کے الزام سے محمد علی صاحب کی بریت ہو گئی۔ چند دن تک شیخ صالح محمد صاحب کی بھی ممکن ہے۔ کہ بریت ہو جائے۔ اس وقت ان کے خلاف جو کچھ کیا گیا۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ شیخ صاحب کے لڑکے لاہور کالج میں تعلیم پاتے ہیں۔ بچوں کے آرام اور اخراجات میں تخفیف کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ لاہور میں اپنے تبادلہ کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ احراریوں کو اس کے متعلق کسی طرح اطلاع ہو گئی۔ اور انہوں نے سمجھ لیا۔ کہ شیخ صاحب کا عنقریب تبادلہ ہونے والا ہے۔ اس پر انہوں نے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ شیخ صالح محمد صاحب کی تبدیلی کا باعث احراریوں کی ناراضگی ہوئی ہے۔ ان کے خلاف ریزولیوشن پاس کئے۔ اس طرح وہ عوام پر یہ اثر پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ کہ افسرانِ بالا تمام تبدیلیاں احرار کی خوشنودی کے لئے کرتے ہیں۔ نیز اس سے غالباً یہ بھی غرض ہے۔ کہ موجودہ سب انسپکٹر کے خلاف غلط الزامات کی بوچھاڑ کر کے آنے والے سب انسپکٹر کو مرعوب کر سکیں۔ ٭٭

٭٭ مسلم پبلک پر اپنے زبردست اثر کے ثبوت میں مولوی عبد الغفار صاحب نے کہا کہ احراری لیڈروں کے حکم کی اطاعت کرتے ہوئے سلطان پور میں ۳۰ مسلمان شہید ہو گئے۔ ہم یہ مانتے ہیں۔ کہ احراری فساد کرانے۔ لوگوں کو قتل کرانے اور قید کرانے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ لیکن حادثہ سلطان پور میں بھی عوام کی فدائیت کی بجائے احراری دھوکہ بازی نے زیادہ کام کیا ہے۔ کیونکہ گولی چلنے سے پہلے یہ خبر مسلمانوں میں عام طور پر مشہور کر دی گئی تھی۔ کہ ریاستی حکام وائسرائے کی اجازت کے بغیر گولی نہیں چلا سکتے۔ اس وجہ سے حکام نے جس قدر بھی تنبیہات کیں وہ محض دھمکیاں تصور کی گئیں۔ اور غریب دیہاتی اس دھوکہ میں مارے گئے۔ احراری ہر جگہ اسی ہتھیار سے کام لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب ان کی دھوکہ دہی ظاہر ہو جاتی ہے تو لوگ ان کی جان کو روتے ہیں۔ سمجھدار اور دور اندیش لوگوں کو چاہیئے۔ کہ احراریوں کی چالبازیوں سے بچیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۲

کشمیر میں یوسف شاہی پارٹی کی احمدیوں کے خلاف فتنہ انگیزیاں

کیا ریاست انسدادِ شرارت نہیں کریگی؟

(۱)

ریاست کا جانبدارانہ رویہ

میر واعظ یوسف شاہ صاحب نے جب سے اپنی خاص اغراض کی خاطر جمہور مسلمانانِ کشمیر سے علیحدگی اختیار کر کے ایک ایسی پارٹی قائم کی ہے جو حقوق طلب مسلمانوں کی مخالفت کرنے۔ انہیں نقصان پہنچانے۔ اور ملک میں فتنہ و فساد پھیلانے میں مصروف ہے۔ اسی وقت سے حکومت کشمیر نے اس مفسد پارٹی کے متعلق نہایت جانبدارانہ رویہ اختیار کیا ہوا ہے۔ اور اسے کھلی اجازت دے رکھی ہے۔ کہ جو چاہے کرتی رہے۔ اور جس طرح چاہے فتنہ و فساد پھیلاتی رہے۔ شروع شروع میں جب ان لوگوں نے خانہ جنگی کی طرح ڈالی۔ مسلمانوں کو مسلمانوں کے سر پھوڑنے اور خون بہانے میں مصروف کیا۔ اور ریاست کے احکام کی کوئی پرواہ نہ کی تو ریاست نے میر واعظ صاحب کو گرفتار کر لیا۔ لیکن ساتھ ہی ان معززین کو بھی پکڑ لیا گیا۔ جنہیں میر واعظ صاحب نے اور اپنی پارٹی نے مخالف سمجھتے۔ اور ان کے خلاف شورش پیدا کرنے۔ اور انہیں نقصان پہنچانے میں لگے ہوئے تھے۔ فریقین کے لیڈروں کی گرفتاری امن عامہ کے قیام کے نام سے کی گئی تھی۔ لیکن حیرت کی انتہا نہ رہی۔ جب میر واعظ کے لئے تو ہر طرح آرام و آسائش کا انتظام کر دیا گیا۔ لیکن جن کے خلاف انہوں نے شورش پیدا کی تھی۔ انہیں کس مپرسی کی حالت میں چھوڑ دیا گیا۔ اور پھر چند ہی روز کے بعد میر واعظ صاحب کو جس طریق سے رہا کیا گیا۔ اس کی حقیقت بھی واقفکار خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔

پھر جب ان فسادات کے باعث جو میر واعظ صاحب نے کرائے تھے۔ اور جن میں ان کے حامیوں نے دوسرے مسلمانوں پر حملے کر کے انہیں زخمی اور قتل کیا تھا۔ تعزیری ٹیکس لگایا گیا۔ تو دنیا یہ دیکھ کر حیران رہ گئی۔ کہ یوسف شاہی پارٹی کو اس سے مستثنٰی کر دیا گیا۔ اور یوسف شاہی اخبار "اسلام" (۲۱ اگست ۱۹۳۳ء) نے بڑے فخر سے یہ اعلان کیا۔ کہ

"ارباب حکومت نے مائسیمہ کے علاقہ میں تعزیری چوکی قائم کرتے ہوئے اعلان کیا ہے۔ کہ اس چوکی کے اخراجات کی وصولی کے دوران میں ہندوؤں سکھوں اور یوسف شاہی مسلمانوں کو مستثنٰی قرار دیا جائیگا"۔

اس سے ریاست کا یوسف شاہی پارٹی کے متعلق جانبدارانہ رویہ بالکل واضح ہو گیا۔ یوسف شاہ صاحب کی گرفتاری خواہ چند روز کے لئے ہی تھی۔ ثبوت تھا اس بات کا۔ کہ ریاست کے نزدیک وہ بھی امن شکنی اور قانون کی خلاف ورزی کے اسی طرح مرتکب ہوئے۔ جس طرح ریاست دوسرے مسلمانوں کو قرار دیتی تھی۔ پھر کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ یوسف شاہی مسلمانوں کو تعزیری ٹیکس سے مستثنٰی قرار دیا جاتا۔ لیکن ریاست نے صریح جانبداری کرتے ہوئے ان لوگوں کو تعزیری ٹیکس سے مستثنٰی قرار دے دیا۔ جو یوسف شاہی پارٹی سے تعلق رکھتے تھے۔ اور اس طرح غریب اور مفلوک الحال مسلمانانِ سرینگر کو مجبور کیا۔ کہ وہ یوسف شاہی پارٹی میں شریک ہو کر اس کی مفسدانہ سرگرمیوں کو تقویت دینے کا موجب بنیں۔

یوسف شاہی اخبار اور ریاست

پھر ریاست نے یوسف شاہی اخبار "اسلام" کو فتنہ پھیلانے اور فساد برپا کرنے کی جو کھلی اجازت دے رکھی ہے۔ وہ بھی اس کے جانبدارانہ رویہ کا کھلا کھلا ثبوت ہے۔ اس اخبار نے وجود پذیر ہوتے ہی اپنا جو مقصد و مدعا ظاہر کیا۔ وہ یہ تھا۔ کہ ان مسلمانوں کو جنہیں یوسف شاہی پارٹی سے تعلق نہیں۔ ہر طرح تنگ کیا جائے۔ اور نقصان پہنچایا جائے۔ چنانچہ اس نے اپنے پہلے ہی پرچہ (۲۹ جولائی ۱۹۳۳ء) میں لکھا:۔

"کسی قادیانی یا ہمچو منافق جماعت نے اپنا اُلو سیدھا کرنے کی مذموم غرض کے پیش نظر مکر اور زور کا جال پھیلانا چاہا۔ یا کسی اور ناپاک اقدام کا منصوبہ باندھا۔ تو "اسلام" تمام محاذوں سے پیچھے ہٹ کر سب سے پہلے اس مارِ آستین گروہ کو ٹھکانے لگانے کی طرف متوجہ ہوجائیگا۔ اور اس وقت تک چین نہیں لے گا۔ جب تک کشمیر کی سرزمین کا ایک ایک مرلہ منافقین کے ناپاک وجود سے پاک نہ ہو جائے"۔

ظاہر ہے۔ کہ یوسف شاہی پارٹی کے نزدیک ہر وہ شخص منافق ہے جو اس کے ساتھ شریک نہیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ مسلمانانِ کشمیر کی بہت بڑی اکثریت کا اس پارٹی سے کوئی تعلق نہیں۔ ایسی صورت میں مذکورہ بالا اعلان کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ یوسف شاہی اخبار دوسرے مسلمانوں اور خاصکر احمدیوں کے خلاف فتنہ و فساد پھیلانے کی غرض سے جاری کیا گیا۔ اور اس غرض کے لئے اس نے ہر رنگ میں شرارت کرنا اپنا فرض قرار دے لیا۔

اگر یوسف شاہی پارٹی کے متعلق ریاست کا جانبدارانہ رویہ نہ ہوتا۔ اور یوسف شاہ صاحب کو اس بات کا یقین نہ ہوتا۔ کہ انہیں فتنہ انگیزی کے لئے پورا پورا موقعہ مل سکیگا۔ اور کسی بات سے روکا نہ جائیگا تو ان کا اخبار شائع ہوتے ہی اس طرح کھلم کھلا اعلان نہ کرتا۔ کہ جو لوگ یوسف شاہی پارٹی کے ہمخیال نہیں۔ انہیں ٹھکانے لگا دے گا۔ اور اس وقت تک چین نہیں لے گا۔ جب تک کشمیر کی سرزمین کا ایک ایک مرلہ ایسے لوگوں سے خالی نہ ہو جائے۔ آخر اس اخبار کی کئی ماہ کی مسلسل فتنہ انگیزی اور اس سے ریاست کی صریح چشم پوشی نے ظاہر کر دیا ہے۔ کہ ریاست کے متعلق اس اخبار کی توقعات بالکل درست تھیں۔

یوسف شاہی اخبار کی فتنہ انگیزیوں سے ریاست کا اغماض

یوسف شاہی پارٹی۔ اور اس کے اخبار نے مسلمانانِ کشمیر کو جس خانہ جنگی اور باہمی کشمکش میں مبتلا کر رکھا ہے جس طرح اس میں مسلمانوں کے لیڈروں اور سرکردہ راہنماؤں کی تحقیر و تذلیل کی جاتی ہے اور جس طرح مسلمانوں کو ریاست کے تشدد کا تختہ مشق بنانے کی کوشش کی جاتی ہے وہ بالکل واضح ہے۔ لیکن ریاست یہ سب کچھ دیکھتی ہوئی بالکل خاموش ہے۔ اور اس طرح یوسف شاہی پارٹی کی مذموم سرگرمیوں میں اسکی حوصلہ افزائی کی مرتکب ہو رہی ہے۔ علاوہ ازیں اس اخبار میں شروع سے ہی جماعت احمدیہ کے خلاف جو بدزبانی اور بیہودہ گوئی کی جا رہی ہے۔ جس ناپاک اور اشتعال انگیز طریق سے فتنہ پردازی ہوتی رہتی ہے۔ اور جس فساد انگیز رنگ میں احمدیوں پر تشدد کرنے اور ان کی زیست کو محال بنا دینے کی تلقین کی جا رہی ہے۔ اسکی کوئی آئینی حکومت ایک لمحہ کے لئے بھی اجازت نہیں دے سکتی۔ لیکن کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ ریاستی حکومت بالکل خاموش ہے۔ اور باوجود کئی بار متوجہ کرنے کے اس نے اس فتنہ انگیزی کی طرف تاحال کوئی توجہ نہیں کی۔ جو اس کی رعایا کے ایک طبقہ کے خلاف کی جا رہی ہے۔ اس طبقہ کے خلاف جو آئین کا پورا پورا پابند ہے۔ جو ہر قسم کے فتنہ و فساد سے علیحدہ رہنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ جو ریاست کے قوانین کا احترام کرتا ہے اور جس کی آئین پسندی پر ریاست بھی کوئی حرف نہیں رکھ سکتی۔ مذہب اور سیاسی حقوق کے لئے خون بہانے کا عقیدہ رکھنے والے ریاست کو معلوم ہے۔ کہ اس کی حکومت میں جماعت احمدیہ کے افراد کی ایک کافی تعداد بستی ہے۔ اور وہ یہ بھی جانتی ہے۔ کہ آج تک کسی احمدی نے ریاست کے خلاف کسی غیر آئینی جدوجہد میں حصہ نہیں لیا

اور جماعت احمدیہ ہر حکومت کے خلاف ہر قسم کے تشدد کو مذہباً ناجائز سمجھتی ہے ایسی آئین پسند اور امن جماعت کے متعلق ان فتنہ پرداز لوگوں کو شورش پھیلانے نقصان پہنچانے اور اس کے مذہب پر ناپاک حملے کر کے حد درجہ کی دل آزاری کرنے کی کھلی اجازت دے دینا جن کا سب سے بڑا لیڈر یوسف شاہ خود قانون شکنی کا مرتکب ہو کر گرفتار ہو چکا ہو۔ اور حکومت سے سیاسی حقوق حاصل کرنے کے لئے خون بہانا جائز سمجھتا ہو۔ کس قسم کی دانش اور تدبر کے رو سے جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔ ریاست کشمیر کے ارباب حل و عقد اپنی خاص مصلحتوں کے ماتحت اگر اس وقت یوسف شاہی فتنہ انگیزیوں کا انسداد نہ کرنا چاہیں اور خواہ وہ کچھ لے۔ اس سے چشم پوشی کرتے رہیں۔ تو اور بات ہے ورنہ یوسف شاہ وہ شخص ہے۔ جو اپنے اخبار "اسلام" (۹ اگست ۱۹۳۳ء) میں ریاست کے متعلق اپنا مذہبی عقیدہ ان الفاظ میں ظاہر کر چکا ہے

"میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ مذہب اور سیاسی حقوق کی خاطر خون بہانا ناجائز ہے۔ بلکہ میں تو اس ضمن میں یہاں تک راسخ العقیدہ ہوں کہ کرشت قوم کو ہری بھری رکھنے کے لئے اس کا مجاہدین کے خون سے سینچا جانا ضروری ہے"

ان الفاظ میں یوسف شاہ صاحب نے اپنے ہمخیالوں کو یہ بتایا ہے کہ مذہب اور سیاسی حقوق حاصل کرنے کی خاطر خون بہانا جائز ہے جس شخص کا یہ عقیدہ ہو۔ اور جو اپنی پارٹی کو یہ تلقین کرے کہ "کرشت قوم کو ہری بھری رکھنے کے لئے اس کا مجاہدین کے خون سے سینچا جانا ضروری ہے" اس کی اور اس کی پارٹی کی امن شکن اور فتنہ انگیز سرگرمیوں میں کیا شک ہوسکتا ہے۔

ریاست کیلئے خطرہ

اس وقت اگر یوسف شاہ صاحب اور ان کا اخبار مذہب کی آڑ میں خون بہانے کے عقیدہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے احمدیوں کے خلاف اپنے پیروؤں کو اشتعال دلانے میں معروف ہیں۔ اور احمدیوں پر جبر و تشدد کرنے کی تلقین کر رہے ہیں۔ تو وہ وقت بھی آسکتا ہے جب وہ سیاسی حقوق کی خاطر خون بہانے کی مہم شروع کر دیں اور ریاست کو جس نے اس وقت انہیں اور ان کی پارٹی کو احمدیوں کے خلاف ہر قسم کی شورش انگیزی اور فتنہ پردازی کا موقعہ دے رکھا ہے لینے کے دینے پڑ جائیں۔ پس ایسے تشدد پسند اور خون بہانے والے لوگوں کی طرف سے ریاست کا نہ صرف اغماض۔ بلکہ ان کی حوصلہ افزائی جہاں اپنی رعایا کے ایک امن پسند اور قانون کا سب سے بڑھ کر احترام کرنے والے طبقہ کے متعلق ضروری فرض کی ادائیگی سے قاصر رہنا ہے وہاں اس وقت کو بھی دعوت دینا ہے۔ جب یہی لوگ سیاسی حقوق کی خاطر خون بہانا شروع کر دیں۔ اور ملک میں مسلح بغاوت کرا دیں کیونکہ جب ان کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ "کرشت قوم کو ہری بھری رکھنے کے لئے اس کا مجاہدین کے خون سے سینچا جانا ضروری ہے" اور وہ سیاسی حقوق کی خاطر خون بہانا جائز سمجھتے ہوئے علی الاعلان کہہ رہے ہیں۔ کہ "ہم انشاء اللہ اپنے اندر وہ طاقت پیدا کرلیں گے۔ کہ حکومت ہمارا لوہا مانیگی۔ اور ہمارے حقوق ہمارے حوالے کردیگی" (اخبار اسلام ۹۔جون ۱۹۳۴ء) تو صاف ظاہر ہے۔ کہ وہ اس وقت کے منتظر ہیں۔ جب انہیں اتنی طاقت حاصل ہو جائے۔ کہ وہ حکومت کو اپنا لوہا منوانے کے لئے مجبور کرسکیں۔ ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی کرنا۔ اور انہیں امن پسند رعایا کے خلاف تشدد کی تلقین کرنے دینا کہاں تک تدبر اور دور اندیشی کے مطابق ہے۔

ریاست کے محکمۂ احتساب کی غفلت

ہم نہیں سمجھتے۔ ریاست کا محکمۂ احتساب جو بیرون ریاست کے متین اور سنجیدہ اخبارات کا بھی ریاست میں داخلہ قیام امن کی خاطر ممنوع قرار دے سکتا ہے۔ اس کی نظر سے سری نگر سے شائع ہونے والے اخبار "اسلام" کی وہ تحریریں نہ گزری ہوں۔ جن میں احمدیوں پر کھلم کھلا تشدد کرنے کی تحریک کی گئی ہے نیز احمدیوں کے ساتھ خلاف قانون سلوک کرنے کی قراردادیں پاس کی گئی ہیں۔ لیکن ریاست نے چونکہ اس وقت تک ان فتنہ انگیزیوں کے انسداد کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ اس لئے ذیل میں بطور نمونہ یوسف شاہی اخبار "اسلام" کی چند تحریریں پیش کی جاتی ہیں۔

احمدیوں پر تشدد کرنے کی کھلی تلقین

اخبار "اسلام" (۲۳ ستمبر) میں لکھا گیا:-

"کاش اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت ہوتی۔ تو مسیلمہ وقت کو معلوم ہو جاتا۔ کہ مسلمانوں کے متاع دین و ایمان کے ساتھ تغلب کرنا کیا نتیجہ پیدا کرتا ہے"۔

ان الفاظ میں یہ بتایا گیا۔ کہ احمدی کشتنی اور گردن زدنی ہیں لیکن چونکہ ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت نہیں ہے۔ اس لئے ایسا نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ایک جلسۂ عام میں کہا گیا۔ جس کے حاضرین کی تعداد "دس ہزار کے قریب" بتائی گئی ہے۔ اور ان سے اعلان کرایا گیا کہ "ہم مرزائیت کا بیڑا غرق کر دیں گے"۔ اور انہیں احمدیوں پر تشدد کرنے کے لئے آمادہ کرنے کی کوشش کی گئی۔

اس سے بھی زیادہ فتنہ انگیز رنگ میں احمدیوں کا ذکر کرتے ہوئے ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۳ء کے اخبار "اسلام" میں لکھا گیا۔

"کشمیر میں الہامی طاعون کے چوہے (احمدی) بہ افراط موجود ہیں۔ جن کی ہلاکت کے لئے جدوجہد کرنا صحت عامہ کے لئے بے حد ضروری ہے۔ صداقت پسند حضرات حضرت میر واعظ صاحب کی ذہانت و مکیہ شناسی کا اعتراف کرتے ہیں۔ اور دست بدعا ہیں۔ کہ ان چوہوں (احمدیوں) کو مارنے میں انہیں روح القدس کی تائید حاصل ہو"

اس سے زیادہ صاف اور کھلے الفاظ میں یوسف شاہی پارٹی کو احمدیوں پر تشدد کرنے کی تلقین اور کیا ہوسکتی ہے احمدیوں کو چوہے قرار دے کر ان کی "ہلاکت" اور ان کو "مارنے" پر زور دیا گیا ہے۔ اور اس "جدوجہد" کو جاری کرنے والا حضرت میر واعظ کو بتایا گیا ہے:-

پھر ۲۱۔ اکتوبر کے پرچہ میں لکھا:-

"اللہ تبارک و تعالیٰ کی عنایت سے اہل کشمیر کو ان (احمدیوں) کے دجل و فریب سے بہت جلد آگاہی ہوگئی۔ اور انہوں نے حضرت مولانا محمد یوسف ایدہ اللہ بنصرہ کے زیر قیادت ان طاعونی چوہوں کی گرفتاری کے لئے فولادی پنجرے تیار کرلئے۔ توقع ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے رینگنے والے جانوروں کا یہ موذی گروہ بہت جلد زندہ درگور ہو جائے گا"۔

ان الفاظ میں جو بد زبانی اور بے ہودہ گوئی کی گئی ہے۔ اس کا تو ذکر ہی کیا۔ جبکہ احمدیوں کو زندہ درگور کر دینے کے لئے مصروف عمل ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔ کیا یہ حیرت کا مقام نہیں۔ کہ احمدیوں کو ہلاک کرنے۔ مارنے اور زندہ درگور کر دینے کے احکام یوسف شاہی پارٹی کی طرف سے ریاست کے دارالسلطنت سے شائع ہونے والے اخبار کے ذریعہ جاری کئے جاتے ہیں۔ اور اس جدوجہد کا ذمہ دار یوسف شاہ صاحب کو قرار دیا جاتا ہے۔ مگر ریاست یوسف شاہ صاحب اور ان کے اخبار سے اتنا بھی نہیں پوچھتی۔ کہ تم نے یہ کیا فتنہ انگیزی شروع کر رکھی ہے۔ اور کیوں لوگوں کو قتل و خونریزی کی تلقین کر رہے ہو۔

احمدیوں کے بائیکاٹ کی تلقین

پھر لوگوں میں احمدیوں کو بائیکاٹ کر دینے کی تحریک جاری کی گئی۔ اخبار "اسلام" میں اس کے متعلق بار بار لکھا گیا جلسوں میں لوگوں کو حلف دے کر اقرار کرایا گیا۔ چنانچہ اخبار "اسلام" (۳۰ ستمبر ۱۹۳۳ء) نے لکھا۔

"حاضرین نے جن کی تعداد دس ہزار کے قریب تھی۔ خدائے عزوجل کو حاضر ناظر سمجھ کر یہ عہد کیا۔ کہ ہم کبھی بھی مرزائیوں کے ساتھ کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں گے"۔

مگر ریاست نے اس خلاف قانون اور امن شکن تحریک کی طرف بھی توجہ نہ کی۔ اور اب تک احمدیوں کو اس کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔

ریاست کا فرض

یوسف شاہی پارٹی کی احمدیوں کے متعلق یہ فتنہ انگیزیاں جو صریح طور پر قانون کے خلاف ہیں۔ ریاست کے ارباب حل و عقد کے سامنے بطور نمونہ پیش کر کے ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا ان کا انسداد کرنا ان کے فرائض میں داخل نہیں ہے۔ کیا انہوں نے احمدیوں کو آئینی حفاظت کے حق سے محروم کر دیا ہے اور مذہب و سیاسی حقوق کی خاطر خون بہانے کو جائز قرار دینے والوں کو کھلا چھوڑ دیا ہے۔ کہ احمدیوں کو ہلاک کرنے اور مارنے کے لئے لوگوں کو اشتعال دلاتے رہیں۔ اگر نہیں تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ ابھی تک یوسف شاہی پارٹی کی ان فتنہ انگیزیوں اور شرارتوں کی طرف توجہ نہیں کی گئی جن کا نمونہ پیش کیا گیا ہے اور انہیں روز بروز بڑھنے کا موقعہ دیا جارہا ہے ریاست کا فرض ہے۔ کہ بہت جلد اس طرف توجہ کرے۔ تا وہ وقت نہ آنے پائے جسے لانے کے لئے یوسف شاہی پارٹی کوشش کر رہی ہے اور یقیناً وہ وقت ریاست کے لئے کسی لحاظ سے بھی خوشگوار نہ ہوگا۔

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

اخبار "النجم" (لکھنؤ) کی غلط بیانیاں

کچھ عرصہ ہوا۔ لکھنؤ کے ایک اخبار "النجم" کی جسکا دعویٰ ہے کہ وہ "بظل عاطفت حجۃ الاسلام حضرت امام اہلسنت نور اللہ برہانہ" شائع ہوتا۔ اور "اپنے مخصوص مقاصد اور خدمات کے لحاظ سے اسلامیان ہند کا واحد علمبردار کہلاتا ہے۔ خیانت اور جہالت کا نمونہ ہم پیش کر چکے ہیں۔ اور اب پھر اس نے ۱۵ جون کی اشاعت میں مجموعہ خرافات شائع کیا ہے۔ جس میں دل کھول کر غلط بیانیاں کی گئی ہیں۔

پہلی غلط بیانی

"النجم" نے بزعم خویش اس مضمون میں "مولائے قادیانیت کے دعاوی پر عام فہم تبصرہ" کیا ہے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک عام فہم تبصرہ وہی ہو سکتا ہے۔ جس میں کوئی بھی سچی بات نہ ہو۔ اور لکھنے والا کوئی بھی سچی بات نہ لکھنے کی قسم کھا کر لکھے۔ چنانچہ اس نے جو تبصرہ کیا ہے وہ از سر تا پا جھوٹ ہی جھوٹ اور غلط بیانیوں کی پوٹ ہے۔ پہلی غلط بیانی النجم نے یہ کی ہے۔ کہ "مرزا غلام مرتضےٰ صاحب کے ہاں ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ایک فرزند پیدا ہوا۔ جس نے جوان ہو کر مرزا غلام احمد کے نام سے شہرت حاصل کی۔ اس ہونہار فرزند نرینہ کا اصلی نام دسوندھی بیگ تھا"۔ حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کا اصلی نام "دسوندھی بیگ" تھا۔ اور جوان ہو کر آپ نے مرزا غلام احمد کے نام سے شہرت حاصل کی۔ حضور کا نام شروع سے ہی غلام احمد تھا۔ اور ہمیشہ یہی رہا۔ بات صرف یہ ہے کہ سیرۃ المہدی حصہ اول میں حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا سے اس مفہوم کی ایک روایت درج ہے۔ کہ ایک دفعہ ایمہ ضلع ہوشیارپور سے چند بوڑھی عورتیں آئیں۔ جن کی گفتگو سے معلوم ہوا۔ کہ حضور کو بچپن میں بعض بزرگ رشتہ دار عورتیں پیار سے سندھی کہہ کر پکار لیتی تھیں۔ اس سے کسی طرح بھی نہیں کہا جا سکتا۔ کہ حضور کا اصلی نام دسوندھی بیگ تھا۔

دوسری غلط بیانی

دوسری غلط بیانی "النجم" نے یہ کی ہے۔ کہ "مرزا صاحب موضع قادیان ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ میں موازی ۴۲ کنال ۴ مرلہ یعنے صرف ۱۶ بیگھہ یا آٹھ گھماؤں اراضی کے مالک تھے اور یہ کل اراضی بھی بعوض پانچہزار روپیہ تیس سال کے لئے رہن تھی"۔

ناظرین غور کریں۔ کس قدر دیدہ دلیری سے کام لیا گیا ہے زمین جو سرکاری کاغذات میں درج ہے۔ اور اس وجہ سے اس کے متعلق کسی قسم کا اشتباہ باقی نہیں رہ سکتا۔ اس کے متعلق بھی صریح غلط بیانی کی گئی ہے۔ کیا "النجم" سرکاری کاغذات کے رو سے یہ ثابت کر سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہزاروں کنال اراضی کے مالک تھے۔ "النجم" نے ۴۲ کنال ۴ مرلہ جو آپ کی مجموعی ملکیت بتائی ہے۔ وہ صرف ایک باغ کا رقبہ ہے۔ جو کسی غیر شخص کے پاس نہیں۔ بلکہ آپ نے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے پاس رہن کیا تھا۔

چند سطور میں کئی جھوٹ

"النجم" کا صداقت شعار نامہ نگار پھر لکھتا ہے:-

"قادیان کی اہمیت میں بعض لوگوں کا خیال ہے۔ یہ لفظاً کید سے کیدیان تھا۔ جو طریق استعمال سے بگڑ کر صرف قادیان رہ گیا لیکن اہمیت قادیان کی اصلیت یہ ہے۔ کہ موضع میں کادی لوگ کیوڑہ فروشوں کی معقول بستی ہونے کی وجہ سے کادیان نام پڑ گیا تھا۔ جب مرزا صاحب اپنے سن بلوغ کو پہنچے۔ تو آپ نے حکومت وقت سے اس امر کی کوشش کی۔ کہ حکومت اس کا نام قاضیان رکھدے۔ تاکہ لوگ قاضیوں کی نسبت سے وطن مسکونہ کو وطن علم و فن سمجھیں۔ بعد کوشش بسیار و خرچ بے شمار مرزا صاحب موضع کا نام بدلوانے میں کامیاب ہو گئے۔ اور حکومت سے قادیان نام کی منظوری حاصل کر لی"۔

مندرجہ بالا سطور میں قدم قدم پر دروغگوئی سے کام لیا گیا ہے اول یہ غلط ہے۔ کہ لفظ کید سے کیدیان تھا۔ پھر یہ جھوٹ ہے کہ یہ جگہ کیوڑہ فروشوں کی بستی تھی۔ پھر یہ سراسر کذب ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد حکومت وقت سے اس امر کی کوشش کی۔ کہ اس کا نام قاضیان رکھدے۔ تا لوگ اسے مرکز علم و فن سمجھیں۔ حضور نے کبھی اس قسم کی کوشش نہیں کی۔ کجا یہ کہ کوشش بسیار اور خرچ بیشمار کیا گیا ہو۔

اخبار "النجم" "اپنے مخصوص مقاصد اور خدمات کے لحاظ سے اسلامیان ہند کا واحد علمبردار" اگر انہی معنوں میں کہلاتا ہے۔ تو ہمیں اس کی علمبرداری میں کوئی کلام نہیں۔

"النجم" کے بعض اور جھوٹ

"النجم" نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ "مرزا صاحب کے فوٹو کثرت کے ساتھ موجود ہیں۔ اور محمد علی صاحب کنیٹب امیر جماعت لاہوریہ کی اکثر انگریزی تصانیف کے فرنٹ پیس ورق اول پر بھی مرزا صاحب کی تصویر ہے۔ لیکن ایک خاص بات جو عام طور پر مشہور ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب کی ایک آنکھ میں کچھ فتور تھا"۔

اول تو یہی غلط ہے۔ کہ جماعت لاہور کے امیر محمد علی کنیٹب ہیں۔ اور اس سے "النجم" کی واقفیت ظاہر ہے۔ پھر یہ بات بالکل بکواس ہے۔ کہ "مرزا صاحب کی ایک آنکھ میں کچھ فتور تھا" لیکن اس کی تشریح کرتے ہوئے تو حد کر دی۔ لکھا ہے۔ "اس فتور کے متعلق قادیانی نہایت ہی دلچسپ تاویل بیان کرتے ہیں قادیانی کہتے ہیں۔ جب حضرت مرزا صاحب آسمان سے زمین پر آنے لگے۔ تو کشمیر میں کسی پہاڑ پر آکر اترے۔ اتفاق سے نیچے آنے میں پیر پھسل گیا۔ اور آپ مجروح ہو گئے۔ اور یہ وہی نشانی تھی۔ جو دنیا والوں کو دکھلانے کے لئے خدا نے برحق بتائی تھی" اس کے متعلق ہم لعنت اللہ علی الکاذبین کہتے ہیں کیا "النجم" بھی یہ کہنے کے لئے تیار ہے۔

مجدد والی حدیث پر اعتراض

اس قدر بے سرو پا جھوٹ بولنے کے بعد "النجم" نے حضرت مرزا صاحب کے دعوئے مجددیت کی جانچ پڑتال شروع کی۔ اور لکھا ہے۔ "مرزا صاحب کے دعویٰ مجددیت کی بنیاد اس حدیث پر رکھی گئی ہے۔ کہ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ یہ حدیث بعثت مجددین بر سر ہر مائۃ (۱۰۰) کے لئے مستدرک حاکم اور سنن ابوداؤد میں مروی ہے۔ اس میں صحیحین کی شان کہاں۔ ورنہ اگر مرزا صاحب نے کسی جدید عہدہ کے لئے استناد کرنا ہو۔ تو حدیث متفق علیہ ہونا چاہیئے مطلب یہ ہے۔ کہ اس حدیث کو ضعیف اور غیر صحیح وغیرہ بتا کر یہ لوگ اس ذمہ واری سے بچنا چاہتے ہیں۔ جو اسے مان کر ان پر عائد ہوتی ہے۔ لیکن جیسا کہ ابھی معلوم ہوگا۔ وہ بھاگ کر اور انکار کر کے بھی اس سے جان نہیں چھڑا سکتے۔ کیونکہ اس حدیث کی صحت میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہو سکتا۔

صحت حدیث کے ثبوت

اگر یہ حدیث مستند اور صحیح نہیں۔ بلکہ اس کی صحت میں شک ہے۔ تو اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ گذشتہ صدیوں میں ایسے مجددین ہوئے جو اپنی بعثت کو اس حدیث کے ماتحت قرار دیتے رہے۔ اور یہ ایسے لوگ تھے۔ جو تقوےٰ و طہارت میں خاص درجہ رکھتے تھے چنانچہ شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"صاحب ایں علوم و معارف مجدد ایں الف است کما لا یخفی علی الناظرین وفی علومہ ومعارفہ التی تتعلق بالذات۔ والصفات والافعال وتتلبس بالاحوال والمواجید والتجلیات والظہورات

فیحلمون ان ھؤلاء المحارین ذالک القشس واللہ سبحانہ الھادی۔ - - - و بداند بر سر ہر مائۃ مجددے گذشتہ است۔ اما مجدد مائۃ دیگر است و مجدد الف دیگر چنانچہ درمیان مائۃ و الف فرق است در مجددین اینہا نیز ہمان قدر فرق است بلکہ زیادہ ازاں و مجدد آنست کہ ہر چند در آں مدت از فیوض بامتان برسد بتوسط برسد اگرچہ اقطاب و اوتاد آں وقت بود ند و بدلا و نجبا باشند (مکتوبات جلد ۲ مکتوب چہارم صـ۱۳، ۱۴)

یعنے جس شخص کو یہ علوم و معارف دیئے گئے ہیں۔ وہی اس صدی کا مجدد ہے۔ اور - - - - - اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد ہوتا رہا ہے لیکن صدی کا مجدد اور ہوتا ہے۔ اور ہزار کا اور جیسا کہ سو اور ہزار میں فرق ہے۔ ایسا ہی بلکہ اس سے زیادہ ان کے مجددوں میں فرق ہے۔ اور مجدد وہ ہوتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں جسقدر فیض امتوں کو پہنچتا ہے۔ وہ اسی کے توسط سے پہنچتا ہے۔ اگرچہ اس وقت قطب اور اوتاد اور ابدال اور نجبا بھی موجود ہوں۔

پس جب گذشتہ صدیوں کے مجددین اس حدیث کی صحت کو تسلیم کرتے آئے ہیں۔ تو آج کسی لکھنوی کا اس حدیث کو غیر صحیح یا غیر مستند قرار دے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار کے لئے بہانہ تلاش کرنے کی کوشش کرنا ایک بالکل لغو امر ہے ؛

اس حدیث سے انکار کی زد

اگر اس حدیث کو صحیح اور مستند نہ مانا جائے۔ تو اس کے معنے یہ ہوں گے۔ کہ اللہ تعالیٰ ایک غیر مستند اور غلط بات کو پورا کرنے کے لئے ہر صدی کے سر پر بڑے اہتمام سے مجدد مبعوث کرتا رہا۔ نیز یہ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنی امت کے متعلق اتنا علم بھی نہ تھا۔ جتنا ایک دشمن کو۔ ایک جھوٹے اور غلط گو شخص کو تو یہ علم ہو گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت میں ہر صدی کے سر پر مجدد مبعوث کیا کرے گا لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کچھ پتہ نہ لگا۔ پھر اس حدیث کا انکار ان بزرگان سلف کی توہین کے مترادف ہے۔ جنہوں نے اپنے اپنے زمانہ میں مجددیت کا دعوٰے کیا۔ غرضکہ اس حدیث پر اس قسم کے اعتراضات بالکل لغو اور بے معنی ہیں۔ اور ان کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہیں۔ کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے جو یہ زبردست مطالبہ کیا جاتا ہے۔ کہ اس حدیث کے مطابق اس صدی کا مجدد پیش کیا جائے۔ اس سے مخلصی حاصل ہو جائے۔ مگر نادان اتنا نہیں سمجھتے۔ کہ ان کے انکار کی زد کہاں جا کر پڑتی ہے ؛

دمشق کے ایک خطیب کا ایک خط

مخالفینِ اسلام کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ کی دینی خدمات کا اعتراف

ذیل میں ایک عربی خط کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔ جو دمشق کے ایک مشہور و با اثر خطیب محمد ہاشم رشید صاحب نے مولوی اللہ دتا صاحب جالندہری مبلغ احمدیت کو مخالفین اسلام کے مقابلہ میں ان کی دینی خدمات کے اعتراف میں بطور شکریہ لکھا۔ یہ صاحب پہلے احمدیوں کے شدید دشمن تھے۔ اور اس وقت جب جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اور مولوی جلال الدین صاحب شمس دمشق میں بحیثیت احمدی مبلغ کام کرتے تھے خطیب صاحب نے نہ صرف ان کے واجب القتل ہونے کا فتوٰی دیا تھا۔ بلکہ لوگوں کو اس کے لئے اکسایا بھی تھا۔ مگر اب مولوی اللہ دتا صاحب کے رسالہ عیسائیوں کے جواب میں پڑھ کر ایسے متاثر ہوئے ہیں۔ کہ باوجود اپنے سابقہ عقائد پر قائم ہونے بلکہ ان کا اظہار کرنے کے ان خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ جو جماعت احمدیہ حمایت اسلام میں کر رہی ہے۔ اور دینی خدمات میں اپنے آپ کو موید قرار دیا ہے۔ خطیب صاحب کا یہ رویہ قابل تعریف ہے۔ اور ہر اس شخص کے لئے جو مسلمان کہلاتا ہے۔ قابل تقلید۔ بعض عقائد میں اختلاف اور چیز ہے اور ہر شخص کو حق ہے۔ کہ جن عقائد کو وہ درست سمجھتا ہو۔ ان کے متعلق کوشش کرے۔ کہ دوسرے بھی مان لیں۔ لیکن یہ بات پسندیدہ نہیں کہ جن عقائد میں اتفاق ہو۔ ان کی اشاعت و تبلیغ میں اتحاد نہ کیا جائے۔ اور حکمن امداد نہ دی جائے۔ اگر تمام مسلمان اس بات کی اہمیت کو سمجھ لیں۔ تو مخالفین اسلام کے مقابلہ میں وہ نہایت مضبوط چٹان ثابت ہو سکتے ہیں ؛

خطیب صاحب لکھتے ہیں۔

مبلغ احمدیت السید ابی العطاء الجالندہری

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کے رسالہ "البشارۃ الاحمدیہ" کا بارہواں نمبر جس کا نام آپ نے "علیق الضیاء فی الرد علی کشف الغطاء" رکھا ہے مجھے ملا۔ جس ثبات قدمی۔ استقلال اور جرأت سے آپ نے شرک و الحاد اور اوہام و وساوس کا مقابلہ کیا ہے۔ اسے دیکھ کر میرا دل شکر و امتنان کے جذبات سے لبریز ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو حقیقی اسلام میں بھی داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائیگا۔ جس کے بنیادی اصول میں سے بڑا اصل یہ ہے۔ کہ سیدنا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ بایں مفہوم کہ آپ تمام انبیاء کے آخر میں آئے اور اب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ نہ جدید شریعت کے ساتھ۔ اور نہ کسی پہلی شریعت کا متبع بن کر۔ سوائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کہ وہ بجسد عنصری زندہ زمین سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور اب آخری زمانہ میں ملائکہ کے پروں پر نازل ہوں گے۔ اور اعمال میں ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متبع اور قرآنی اوامر پر کاربند ہوں گے۔ نیز ان تمام عقائد کا ابطال کریں گے۔ جو دین اسلام کے خلاف ہوں گے۔ یہ تمام امور حضرت مہدی علیہ السلام کے ایام میں ظہور پذیر ہوں گے۔ جیسا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے کر اب تک امت محمدیہ میں مشہور چلا آتا ہے۔ اور یہ حالت قائم رہے گی۔ یہاں تک کہ مسیح موعودؑ دجال کو اپنے نیزے سے قتل کرے گا۔ اور دجالی لشکروں کو بھی اللہ تعالےٰ کی مدد سے باوجود ان کی حیلہ سازیوں۔ ہوشیاریوں اور چالاکیوں کے فنا کر دیگا لیکن بایں ہمہ عقائد کا اختلاف آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کا شکریہ ادا کرنے میں مانع نہیں۔ اور نہ اس امر میں مانع ہے۔ کہ ہم آپ کے لئے دعا کریں۔ کہ خدا تعالےٰ آپ کی نصرت و تائید فرمائے۔ اور توحید کے اثبات اور شرک و الحاد کے ابطال کے لئے مسلمانوں کی معاونت کی آپکو مسلسل توفیق عطا فرمائے ؛

اے ارکان جماعت احمدیہ! آپ لوگ ان امور میں مسلمانوں کے ساتھ متفق ہیں۔ جو عام مسلمانوں کا شیوہ ہیں۔ پس آپ لوگ اور باقی مسلمان شرک و الحاد کے مقابلہ میں ایک ہی چیز کی طرح ہیں۔ اسی لئے مجھے اس شخص کا وہ قول بہت برا معلوم ہوا۔ جس کا آپ نے اپنے رسالہ میں بایں الفاظ ذکر کیا ہے۔ کہ اس نے کہا۔ علماء اسلام ان کا نوں اور تبلیغی سرگرمیوں کو ناپسند کرتے ہیں۔ اس شخص کا یہ قول نہ صرف مردود ہے۔ بلکہ جھوٹ اور افترا ہے۔ کیونکہ مسئلہ حیات و ممات مسیح کے متعلق اختلاف عقائد باطلہ کے بطلان پر آپس میں متفق ہونے میں ہرگز روک نہیں۔ میں نے یہ آپ کو اس لئے لکھا ہے۔ تا آپ کو معلوم ہو کہ آپ کے ان مباحثات کا جو اثبات توحید اور بطلان شرک کے متعلق ہیں۔ میں پورا پورا موید ہوں۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ آپ مجھے ۵ یا اس سے زیادہ نسخے اپنے رسالہ "علیق الضیاء" کے ارسال فرمائیں گے۔ تاکہ میں انہیں اپنے مسلمان بھائیوں میں تقسیم کروں۔

مجھے انہیں بھی معلوم ہو کہ جماعت احمدیہ اثبات توحید۔ بطلان شرک اور بطلان الوہیت مسیح میں مسلمانوں کے ساتھ متحد ہے۔ یاد رہے کہ مسلمان ہر ایسے شخص کی قدر کرتے ہیں۔ جو ان جھوٹے عقائد کے ابطال میں جو عقل و نقل کے لحاظ باطل ہیں۔ مسلمانان عالم کی موافقت کرے ؛ میں آپ کے جواب کا منتظر ہوں۔ اور امید کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ آپ کو باقی عقائد میں بھی عامۃ المسلمین کی موافقت کی توفیق عطا فرمائے گا۔ مزید برآں میں اللہ تعالےٰ سے

مولوی ثناء اللہ صاحب کا جملہ خبریہ

مولوی ثناء اللہ نے جو اپنے ابوجہل ہونے پر فخر کا اظہار کر چکے ہیں۔ اب تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کوئی ایسا وزنی اور معقول اعتراض نہیں کیا۔ جس کا جواب ہماری طرف سے ان کو نہ مل چکا ہو۔ لیکن باوجود اس کے وہ اپنی ضد پر قائم ہیں۔ اور ارشاد ربانی اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی کو دیدہ دانستہ پس پشت ڈالا ہوا ہے۔ جس میں حکم ہے۔ کہ انصاف اور عدل سے کام لو۔ اور دشمن کی وجہ سے انصاف کو نہ چھوڑو۔ لیکن مولوی صاحب کو اس کی کچھ پروا نہیں۔ وہ اپنے اخبار میں برابر ابوجہلی مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ۲۵ مئی ۱۹۳۴ء کے پرچہ اہل حدیث میں جسے "مرزا نمبر" کا نام دیا گیا ہے۔ ایک نظر فریب مضمون لکھا ہے۔ پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اشتہار آخری فیصلہ سارا نقل کیا ہے۔ اس کے بعد اپنے انداز خاص میں لکھا ہے:۔

"ناظرین اس اعلان کی جتنی بھی قدر کی جائے تھوڑی ہے کیونکہ مرزا صاحب نے اس کے شروع میں بالفاظ خداوندی حلف اٹھا کر اس مضمون کو صحیح اور قطعی قرار دیا۔ یعنی لکھا ہے۔ یَسْتَنْبِئُوْنَكَ اَحَقٌّ ھُوَ قُلْ اِیْ وَرَبِّیْ اِنَّہٗ لَحَقٌّ۔ مطلب اس آیت کا مرزا صاحب کے منشاء میں یہ ہے۔ کہ جو کچھ میں نے اس اعلان میں لکھا ہے۔ خدا کی قسم بالکل سچ ہے۔ پس یہ اعلان جملہ خبریہ کی صورت میں ہو گیا۔ جملہ خبریہ بھی معمولی نہیں۔ بلکہ مؤکد بقسم پس سارے اعلان کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اگر میں مفتری اور کذاب ہوں۔ تو خدا کی قسم مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مر جاؤں گا"

اس کے بعد ۲۶ مئی ۱۹۳۴ء کو امرتسر میں جو جلسہ اہل حدیث کا ہوا۔ اس کی روئداد میں درج ہے۔ کہ

"بعد ازاں مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب نے آخری فیصلہ والا اشتہار حاضرین کو پڑھ کر سنایا۔ اور علم نحو کی رو سے اس کی عبارت سے ثابت کیا۔ کہ اس میں جملے خبریے ہیں جن سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ واقعہ کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرے گا۔ ضرور ہو کر رہے گا۔" (اہل حدیث یکم جون ۱۹۳۴ء)

ہم نے مولوی صاحب کی ساری عبارت انہی کے الفاظ میں نقل کر دی ہے۔ تاکہ اعتراض اور جواب کے سمجھنے میں آسانی ہو۔ اس کے بعد ہم بتاتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب کا سارا زور استدلال از اول تا آخر غلط ہے۔ کیونکہ جس کو انہوں نے جملہ خبریہ بنایا ہے۔ وہ از روئے نحو جملہ انشائیہ ہے۔ جملہ خبریہ ہرگز ہرگز نہیں۔ اس کے ثبوت کے لئے پہلے ہم کتاب النحو سے جملہ خبریہ کی تعریف لکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

مفہوم کے اعتبار سے جملہ کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) خبریہ جس کے کہنے والے کو جھوٹا یا سچا کہہ سکیں۔ جیسے جَاءَ اَحْمَدُ (۲) انشائیہ جس کے کہنے والے کی طرف جھوٹ یا سچ کی نسبت نہ ہو سکے۔ جیسے اِضْرِبْ۔ پس جس جملہ میں کسی قسم کی خبر پائی جائے۔ وہ جملہ خبریہ ہے۔ اور جس میں کسی طرح کی خواہش پائی جائے وہ جملہ انشائیہ۔ جملہ انشائیہ میں امر یا نہی یا استفہام یا تمنی یا ترجی یا عقود یا نداء یا عرض یا قسم یا تعجب یا دعا میں سے کسی چیز کا ہونا ضروری ہے۔

اب جبکہ جملہ خبریہ اور انشائیہ کی تعریف معلوم ہو گئی۔ تو اس کے بعد یہ دیکھنا چاہئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اشتہار میں کیا مذکور ہے۔ سو اس کے لئے کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں۔ خود مولوی ثناء اللہ صاحب کو تسلیم ہے۔ کہ سارے اشتہار کا مضمون صرف ایک دعا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"یہ آخری فیصلہ مرزا صاحب نے بطور دعا خود ہی فرمایا" (اہلحدیث یکم جون ۱۹۳۴ء)

پس جب یہ ثابت ہو گیا ہے۔ کہ یہ سارا اشتہار دعا ہے تو علم نحو کی رو سے اسے جملہ انشائیہ کہا جائے گا۔ جملہ خبریہ نہیں۔ کیونکہ جملہ خبریہ میں دعا اور خواہش نہیں ہوتی۔ فَافْہَمْ مَا اَوْرَدْ۔

پھر اگر اس اشتہار کا مضمون جملہ خبریہ ہی مان لیا جائے جیسا کہ مولوی صاحب کا خیال ہے۔ تب بھی مولوی صاحب باطل پرست ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس میں صاف لکھا ہے کہ "میں دیکھتا ہوں۔ کہ مولوی ثناء اللہ اپنی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے۔ اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے۔ جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما"۔

(اہل حدیث ۲۵ مئی ۱۹۳۴ء صفحہ ۲)

پس حسب تحریر مولوی ثناء اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ عبارت جملہ خبریہ کی صورت میں ہو گئی۔ کیونکہ اس کے شروع میں حضرت صاحب نے بالفاظ خداوندی حلف اٹھا کر اس کو صحیح اور قطعی قرار دیا یعنی لکھا ہے یَسْتَنْبِئُوْنَكَ اَحَقٌّ ھُوَ قُلْ اِیْ وَرَبِّیْ اِنَّہٗ لَحَقٌّ۔ جو کچھ میں نے اس اشتہار میں لکھا ہے۔ خدا کی قسم بالکل سچ ہے۔ پس سارے اشتہار کا خلاصہ یہ ہوا۔ کہ اگر میں مفتری اور کذاب ہوں۔ اور میرا سلسلہ خدا کی طرف سے نہیں۔ تو خدا کی قسم مولوی ثناء اللہ ضرور اس سلسلہ کو نابود اور منہدم کر دے گا

مولوی صاحب! دنیا میں تو ان کی زبان چلتی ہے۔ لیکن ایک وقت آئے گا۔ کہ غلط گوئی سے بند ہو جائے گی اس لئے خدا کو حاضر و ناظر جان کر بتائیں۔ کہ کیا آپ نے سلسلہ احمدیہ کو مٹا دیا۔؟ اگر جواب نفی میں ہے۔ جیسا کہ واقعات سے ظاہر ہے۔ تو آپ کے جھوٹے ہونے میں کیا شبہ رہا؟

خاکسار۔ حافظ سلیم احمد اٹاوی

جناب ناظر صاحب تالیف و تصنیف کا سفارش نامہ برائے اردو ریویو

برادران۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ریویو اردو کے بارہ میں ایڈیٹر صاحب نے مجھ سے یہ خواہش کی ہے کہ میں اس کے متعلق احباب سے تحریک کروں۔ کہ اس کی اشاعت کی توسیع کے لئے کوشش کی جائے۔ صحیح اور حقیقی کوشش جو کسی اخبار یا رسالہ کی توسیع اشاعت کے لئے کی جا سکتی ہے وہ تو خود ایڈیٹر صاحب کے ہاتھ میں ہے۔ یعنی یہ کہ وہ رسالہ میں ایسی ظاہری اور باطنی خوبیاں جمع کر دیں۔ کہ وہ خود بخود لوگوں کی توجہ کا جاذب بن جائے۔ لیکن چونکہ ریویو کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے خاص تحریک ہوئی تھی۔ اس لئے میں بھی اس تحریک میں شامل ہو کر احباب سے یہ استدعا کرتا ہوں۔ کہ وہ اس رسالہ کو دوسرے رسالہ جات یا اخباروں کی طرح نہ سمجھیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے ماتحت اس کی اشاعت کے لئے خاص طور پر کوشش کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ کیونکہ اس کی توسیع میں حصہ لینا صرف ایک مفید لٹریچر کی اشاعت ہی نہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کی تعمیل بھی ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ اشاعت کے بڑھنے سے اس کی ظاہری اور باطنی خوبیوں میں بھی اضافہ کی صورت پیدا ہو جائے گی اور ایڈیٹر صاحب اس کی طرف زیادہ توجہ دے کر اسے اسی تعریف کا حقدار بنانے کی کوشش کریں گے جس کی بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام

غیر مبایعین سے تین حل طلب سوالات

غیر مبایعین کا عقیدہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نبی اور رسول نہ تھے۔ اور یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں اپنی نسبت جو نبوت غیر تشریعی کا دعوٰی پایا جاتا ہے۔ اس سے مراد صرف محدثیت اور مجددیت ہے نہ کہ نبوت۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے۔

اس سراسر باطل اور قطعی طور پر بے بنیاد عقیدہ پر ہماری طرف سے مندرجہ ذیل چار سوالات مختلف مواقع پر کئے جاتے رہے ہیں۔ جن کو اب "الفضل" کے ذریعے شائع کرتے ہوئے ہم غیر مبایعین سے امید رکھتے ہیں۔ کہ وہ حق اور صداقت کے نام پر ان کا حل شائع کریں گے۔

پہلا سوال

غیر مبایعین کے اس عقیدہ کے متعلق کہ غیر تشریعی نبوت سے مراد فقط مقام مجددیت ہے ہمارا یہ سوال ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔" (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵)

ان الفاظ سے صاف طور پر ثابت ہے کہ "نبوت تشریعی" اور "نبوت غیر تشریعی" آپس میں نقیضین ہیں۔ جن کا اجتماع کسی صورت میں بھی ممکن نہیں۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیے کہ نبوت تشریعی اور نبوت غیر تشریعی کا کسی ایک شخص میں ایک ہی وقت میں جمع ہونا غیر ممکن ہے۔ پس جو شخص "تشریعی نبی" ہوگا۔ ممکن نہیں کہ اس کے ساتھ ہی وہ "غیر تشریعی نبی" بھی ہو اور اسی طرح "غیر تشریعی" کے لئے ممکن نہیں کہ وہ تشریعی نبی بھی ہو۔ پس اگر غیر مبایعین کے عقیدہ کے مطابق "غیر تشریعی نبی" سے مراد مجدد یا محدث لیا جائے۔ تو نتیجہ یہ نکلیگا۔ کہ "تشریعی نبی" مجدد یا محدث نہیں ہو سکتا کیونکہ "تشریعی نبوت" نقیض ہے۔ "غیر تشریعی نبوت" کی اور "غیر تشریعی نبوت" سے مراد ہے۔ مجددیت اور محدثیت بقول غیر مبایعین۔ پس "تشریعی نبوت" نقیض ہوئی مجددیت" اور محدثیت" کی۔ دونوں چیزوں کا ایک وقت میں اجتماع محال اور غیر ممکن ٹھیرا۔ نتیجہ صاف ہے کہ "تشریعی نبی" کا "مجدد" یا "محدث" ہونا محال ہے۔

حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات سے صاف طور پر ثابت ہے۔ کہ ہر "تشریعی نبی" محدث بھی ہوتا ہے اور مجدد بھی۔ اور اس طرح سے مجددیت اور محدثیت ہمیشہ تشریعی نبوت کے ساتھ جمع ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (جو تشریعی نبی تھے۔) کی نسبت تحریر فرمایا ہے۔ کہ "ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اظہار سچائی کے لئے ایک مجدد اعظم تھے۔" (دیکھو سیالکوٹ صفحہ ۵)

پس اگر غیر مبایعین کے خیال کے مطابق غیر تشریعی نبوت سے مراد مجددیت اور محدثیت لی جائے۔ تو اجتماع نقیضین لازم آتا ہے۔ جو محال ہے اور جو مستلزم محال ہو وہ بھی محال اور باطل ہوتا ہے۔ پس غیر تشریعی نبوت سے مراد مجددیت اور محدثیت لینا علمی اور عقلی طور پر محال اور باطل ہے پس ماننا پڑیگا کہ غیر تشریعی نبوت سے مراد ہرگز مجددیت اور محدثیت نہیں ہے بلکہ اس سے وہ نبوت مراد ہے جو بغیر شریعت کے ہو اور یہ ظاہر ہے کہ ایک نبی ایک ہی وقت میں شریعت لانے والا اور نہ لانے والا نہیں ہو سکتا۔ پس ثابت ہوا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقام حضور کی اپنی تحریرات کی رو سے محدثیت اور مجددیت کے اوپر کا ہے۔ جو مقام نبوت ہے۔ وہو المراد

یہ ایک علمی سوال ہے۔ جو سالہا سال سے غیر مبایع مبلغین اور مناظرین کے سامنے پیش ہوتا رہا ہے مگر وہ اس کا کوئی حل نہیں کر سکے۔ اب ان کے "حضرت امیر ایدہ اللہ" سے خصوصاً اور دوسرے "بزرگان" سے عموماً التماس ہے۔ کہ وہ اس طرف توجہ مبذول فرما کر اس معمہ کو حل کریں۔ اور نبوت "غیر تشریعی" کا کوئی ایسا مفہوم بیان کریں جو نبوت تشریعی" کے ساتھ جمع نہ ہو سکتا ہو

دوسرا سوال

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے اس مسیح کو بھیجا جو پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔" (ریویو جلد ا صفحہ ۲۷۵ و حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۸)

اس حوالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسیح ناصری پر اپنی "کلی فضیلت" کا دعوٰی کیا ہے۔ اس کے متعلق ہمارا اہل پیغام سے سوال یہ ہے کہ (۱) کیا ایک غیر نبی کو نبی پر "کلی فضیلت" ہو سکتی ہے؟ جواب مع حوالہ اور عبارت ہونا چاہیئے (۲) اس ضمن میں خاص طور پر قابل غور امر یہ ہے۔ کہ ایک نبی کی سب سے بڑی شان "شان نبوت" ہی ہوتی ہے باقی تمام شانیں اس کے بعد بلکہ اس کے ماتحت ہوتی ہیں بس یہ تو ممکن ہے۔ کہ کسی غیر نبی کو نبی پر جزوی فضیلت حاصل ہو۔ مگر یہ ممکن نہیں کہ ایک غیر نبی (جس کو شان نبوت ملی ہی نہیں) وہ ایک نبی پر شانِ نبوت میں بھی بڑھ کر ہو۔ بلکہ "بہت بڑھ کر" ہو۔ پس دوسرا سوال اس حوالہ کے متعلق یہ ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام "نبی" نہیں تھے۔ تو آپ حضرت مسیح ناصری سے "شان نبوت" میں کیونکر بڑھ کر ہیں؟

ہاں ایک بات جواب دیتے وقت مدنظر رکھنی ضروری ہے اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقۃ الوحی میں یہ تسلیم فرمایا ہے۔ کہ محولہ بالا عبارت میں حضرت مسیح ناصری پر جزوی فضیلت سے بڑھ کر آپ کو دعوٰی ہے۔ اس لئے اس عبارت کا کوئی ایسا مفہوم بیان کرنے کی کوشش کرنا جس سے جزوی فضیلت کا دعوٰی نکلتا ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تشریح کے صاف خلاف ہوگا۔ اور اس لئے ناقابل قبول!

تیسرا سوال

اس سوال کے ضمن میں ہم اس وزنی پتھر کو پیش کرتے ہیں۔ جو پچھلے بیس سال سے اہل پیغام کے مقاصد مذمومہ کے آگے سدّ راہ ہے۔ اور جس کو ان کے "حضرت امیر ایدہ اللہ" سے لے کر "حضرت قبلہ جناب ڈاکٹر صاحب" تک باوجود ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے ہلا تک نہیں سکے۔ ہماری مراد اس سے حقیقۃ الوحی کا صفحہ ۳۹۱ ہے۔ جہاں لکھا ہے:۔ "غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں۔ اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔"

اس عبارت کے متعلق غیر مبایعین سے ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعد کی تحریرات میں بھی بمطابق اشتہار فروری ۱۸۹۲ء "نبی بمعنی" محدث ہی ہے اور ۱۹۰۱ء کے بعد کی تحریرات میں بھی بجائے نبی کے لفظ کے "محدث کا لفظ" ہی سمجھنا چاہیئے۔ تو حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ کی مندرجہ بالا عبارات میں "نبی" کی بجائے "محدث" کا لفظ رکھ کر عبارت کا مفہوم شائع کریں۔ جو ہر اہل انصاف کی عقل کے مطابق یہ بنے گا کہ "۱۳۰۰ سال میں "محدث" کا نام پانے کے لئے صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی مخصوص ہوئے ہیں اور آپ سے پہلے کوئی محدث اس امت میں نہیں گذرا۔" اس ضمن میں دوسرا حل طلب امر یہ ہے۔ کہ بقول مولوی محمد علی صاحب نبی ہونا اور ہے اور "نبی کا نام پانا" شیئ دیگر۔ ان کے نزدیک "نبی کا نام پانے" سے کوئی شخص فی الواقع نبی نہیں بن جاتا۔ تو جب حقیقۃ الوحی کی مندرجہ عبارت میں "نبی" کی جگہ "محدث" کا لفظ لگ

مظلومین کشمیر اور مسئلۂ تعلیم

کشمیری مسلمان طلباء کی تعلیمی ترقی

کے لئے

فوری چندہ کی ضرورت

مظلومین کشمیر کی اعانت کا سوال ایسی اہمیت اختیار کر چکا ہے۔ کہ حالات زمانہ سے ذرہ بھر بھی واقفیت رکھنے والا کوئی انسان نہ اس کی ضرورت کا انکار کر سکتا ہے۔ اور نہ ایک لمحہ کے لئے اس سے بے اعتنائی کر سکتا ہے۔

آج کشمیری مسلمان آئینی رنگ میں اپنے حقوق کے حاصل کرنے میں سرگرم عمل ہیں۔ اور احباب جانتے ہیں۔ کہ انہوں نے ابتدائی انسانی حقوق حاصل کرنے کے لئے قید و بند کی مصیبتیں برداشت کیں۔ بچوں۔ بوڑھوں۔ مردوں اور عورتوں تک نے قربانی و ایثار کا نمونہ دکھاتے ہوئے اپنی جانیں قربان کر دیں۔ اور حکومت کے قوانین کی پابندی کرتے ہوئے اپنی مظلومیت کی داستان مشرق و مغرب تک پہنچا دی۔ دنیا سے یہ بات پوشیدہ نہیں۔ کہ کشمیری مسلمانوں کی نحیف و کمزور آواز جو درد مند اور مجروح قلوب سے اٹھی تھی۔ رائگاں نہ گئی۔ بلکہ اس نے بلند ہونا شروع کیا، حتیٰ کہ اس سے مغرب کے ایوانوں میں گونج پیدا ہو گئی۔ اور کئی لوگ جن کے دلوں میں ہمدردی اور مواسات کا جذبہ اللہ تعالیٰ نے رکھا تھا۔ اس امر کا تہیہ کر کے اٹھ کھڑے ہوئے کہ وہ درمے قدمے۔ سخنے جس طرح بھی ممکن ہو گا۔ مظلومین کشمیر کی امداد کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں گے۔

آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن پر کامل اعتماد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صدارت میں پہلے آل انڈیا کشمیر کمیٹی قائم ہوئی۔ جو اب آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن کے نام سے موسوم ہے۔ اس کمیٹی نے مظلومین کشمیر کی دادرسی کے لئے جتنی گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ ان کا وقتاً فوقتاً لیڈران کشمیر نے تحریر و تقریر کے ذریعہ اظہار کیا اور ابھی حال ہی میں خطہ کشمیر کی بیشتر انجمنوں نے جس خلوص دل سے آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن پر اپنے کامل اعتماد کا قرار دادوں کے ذریعہ اظہار کیا ہے۔ وہ اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ مظلومین کشمیر یہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ حقیقی خیرخواہی کے جذبات کے ساتھ اگر کوئی جماعت ان کے حقوق کے لئے اپنی طاقتیں صرف کر رہی ہے۔ تو وہ صرف آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن ہی ہے۔

چندہ کشمیر کے لئے خاص توجہ کی ضرورت

یہ امر احباب پر واضح ہے۔ کہ ہر کام کے لئے سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ چندہ کشمیر کی رفتار اگرچہ ابتدائی ایام میں کچھ اچھی رہی ہے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ کچھ عرصہ سے اس بارے میں پہلا سا جوش نہیں پایا جاتا۔ اس کے مقابلہ میں خرچ برابر ہو رہا ہے۔ جو آمد کی نسبت دو چند سے بھی زیادہ ہے۔ پس احباب کو چندہ کشمیر کے لئے خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ تا کشمیر کے کام میں کسی قسم کی روک مالی تنگی کی وجہ سے پیدا ہو کر کام کو نقصان نہ پہنچے۔

مسئلۂ تعلیم

مظلومین کشمیر کی ترقی کے متعلق مختلف امور جو زیر غور ہیں۔ ان میں سے ایک اہم ترین مسئلہ تعلیم ہے۔ احباب کرام کو بخوبی معلوم ہے۔ کہ کشمیری مسلمان تعلیم میں بہت ہی پیچھے ہیں۔ اور بالعموم غیر اقوام تعلیم میں ان سے بہت آگے ہیں۔ اس لئے مسلمانوں کا عنصر ملازمتوں میں بہت ہی قلیل بلکہ اقل ہے۔ جو لوگ کسی محکمہ میں کام کرتے ہیں۔ وہ بھی ادنےٰ اسامیوں پر ہیں۔ اس کمزوری کو دور کرنے کے لئے فوری ضرورت ہے۔ کہ مسلمانوں کی تعلیمی ترقی کا انتظام کیا جائے۔

مستقل فنڈ کی ضرورت

اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ مستقل فنڈ مہیا کیا جائے۔ تا نادار مگر ہونہار اور ذہین طلباء کو تعلیمی وظائف دیئے جائیں۔ اس غرض کے لئے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے منشاء مبارک کے ماتحت یہ تجویز کی گئی ہے۔ کہ کشمیر کے ہونہار اور ذہین مسلمان طلباء کی اعانت کے لئے نہ صرف غیر ملازم مسلمانوں سے ہی چندہ وصول کیا جائے۔ بلکہ سرکاری ملازموں سے بھی چندہ لیا جائے۔ چونکہ یہ مسلمانوں کی تعلیم کا سوال ہے۔ نادار طلباء کی امداد کرنا ہر قومی فرد پر واجب ہے۔ اور اس قسم کے قومی چندے میں کسی قسم کی روک سرکاری ملازموں کے لئے نہیں ہے۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے۔ سرکاری ملازموں سے بھی یہ تعلیمی چندہ کم سے کم ایک پائی فی روپیہ ماہوار لیا جائے۔ اول تو کوشش کی جائے۔ کہ ان سے زیادہ چندہ لیا جائے۔ لیکن اگر ایک پائی فی روپیہ ماہوار یا اس سے بھی کم شرح پر وصول کیا جائے۔ تو بھی خدا کے فضل سے امید ہے۔ کہ کافی رقم جمع ہو سکتی ہے۔ سرکاری ملازموں کا یہ چندہ سوائے تعلیم کے کسی دوسری جگہ نہیں صرف کیا جائے گا۔ پس سرکاری ملازموں سے درخواست ہے۔ کہ وہ کشمیر کے نادار مگر ہونہار طلباء کی امداد کے لئے اپنا دست کرم دراز کریں۔ ان کی یہ امداد ایک صدقہ جاریہ کا رنگ رکھتی ہے۔ اور ان کے لئے ہمیشہ کے لئے ثواب کا موجب ہوگی

احمدی احباب سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنے حلقہ میں دوسرے مسلمانوں سے بھی تعلیمی چندہ کشمیر وصول کرنے میں خاص جدوجہد کرتے ہوئے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کریں۔

پس امید ہے۔ کہ احمدی احباب نہ صرف اپنا تعلیمی چندہ باقاعدہ ادا کریں گے۔ بلکہ دوسرے مسلمانوں سے بھی وصول کریں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

فنانشل سکرٹری کشمیر ریلیف فنڈ قادیان

چندہ کشمیر اور طالب علم

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ چندہ کشمیر کے سلسلہ میں طالب علموں کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔ "اس قسم کے چندوں میں طالب علم بھی حصہ لے سکتے ہیں۔ جو طالب علم ۱۵ روپیہ ماہوار خرچ لیتا ہے۔ وہ نہایت آسانی کے ساتھ ۱۵ پائیاں ادا کر سکتا ہے۔ حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں بعض طالب علموں نے حصہ لیا لیکن اکثر طالب علموں نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ اگر تمام سکولوں اور کالجوں کے طالب علم مظلومین کشمیر کی امداد کے لئے ایک پائی فی روپیہ چندہ ادا کریں۔ جو ان کے لئے کچھ بھی بوجھ نہیں۔ تو اس طرح ایک معقول رقم ماہوار وصول ہو سکتی ہے۔ چونکہ اس وقت مظلومین کشمیر کی آئینی امداد کا کام وسیع پیمانہ پر ہو رہا ہے۔ جس کے لئے اخراجات کی ضرورت ہے۔ مگر موجودہ آمدنی بہت کم ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ طالب علموں کو بھی تحریک کی جائے۔ کہ وہ نہ صرف اپنا ہی چندہ باقاعدہ ادا کریں بلکہ ایام تعطیلات میں دوسروں سے بھی وصول کریں۔ اس لئے سکولوں کے ہیڈ ماسٹر صاحبان اور کالجوں کے پرنسپل صاحبان اور بورڈنگ یا ہوسٹل کے سپرنٹنڈنٹ صاحبان سے التماس ہے۔ کہ وہ طالب علموں سے چندہ کشمیر کی تحریک فرما کر ثواب حاصل کریں۔ جو طالب علم چندہ کشمیر دوسروں سے وصول کرنے کا ثواب حاصل کریں۔ ان کو رسید بک دفتر سے دی جا سکتی ہے۔ طالب علموں کو یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ اس قلیل رقم کے ادا کرنے سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ اگر وہ اخلاص اور محبت سے یہ قلیل رقم ادا کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کے حضور ان کے لئے بڑے ثواب کا موجب ہو گا۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں۔" یہ کبھی مت خیال کرو۔ کہ تمہارے قلیل مال کی کوئی قیمت نہیں اگر تم اخلاص سے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ایک پیسہ بھی دیتے ہو تو وہ ان سونے کے پہاڑوں سے جو بغیر اخلاص کے دیئے جائیں۔

قرضہ بل میں ترمیمات کے متعلق قومی مطالبہ

سود در سود قطعاً ممنوع قرار دیا جائے

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم آج اس قابل ہوئے ہیں کہ معتقد زمیندار رہنماؤں اور کسانوں کے خیر خواہوں کے خیالات اور آراء حاصل کر کے ان کے مشوروں کے مطابق بطور سپاہی میدان جنگ میں پہلا قدم رکھ سکیں۔ یہ لڑائی درحقیقت ہندو اور مسلمان کے درمیان نہیں بلکہ سود خوار ساہوکار اور مفلس و قلاش زمیندار کے درمیان ہے سود خوار ساہوکار بذات خود نہ آداب جنگ سے واقف ہے اور نہ ہی وہ کوئی لڑائی لڑنا چاہتا ہے۔ یہ اس کے شہری نادان دوستوں کی پیدا کردہ لڑائی ہے۔ جو اسے خواہ مخواہ مفلس مگر بہادر زمیندار سے لڑوانا چاہتے ہیں۔ اسی طرح مجھے افسوس ہے کہ کاغذی لڑائی کے آداب سے عام زمیندار بھی ناواقف ہیں اور یہی وجہ ہے کہ گذشتہ دو تین ماہ کی ساہوکاروں کی پے در پے کاغذی گولہ باری کے جواب میں ان کی طرف سے زیادہ سرگرمی ظاہر نہیں کی گئی۔ تاہم زمیندار بہادر ہے اور اس میں سپاہیانہ روح سود خوار ساہوکار اور اس کے نادان شہری دوست سے بدرجہا زیادہ موجود ہے۔ اسے ایک قابل جرنیل کی ضرورت تھی۔ جو اب قرضہ بل کمیٹی کے قیام نے پوری کر دی ہے۔

قرضہ بل کمیٹی نے اپنے گذشتہ اجلاس عام میں اپنی مجلس ماتحت کی پیش کردہ رپورٹ کی روشنی میں مقروضیت سے مخلصی کے مسودہ قانون کے متعلق چند اہم ترمیمات منظور کر کے جن کے بغیر کمیٹی کی رائے میں مذکورہ مسودہ قانون سے زمینداروں کو قطعاً کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ بلکہ بعض حالات میں سخت نقصان کا اندیشہ ہے۔ مجھے اجازت دی ہے کہ میں پبلک اور گورنمنٹ کے سامنے کمیٹی کی رائے واضح طور پر پیش کر دوں۔

قرضہ بل کمیٹی کی رائے میں سب سے پہلے "زراعت پیشہ" کی جو تعریف مذکورہ مسودہ قانون میں کی گئی ہے وہ اس قدر محدود اور غیر منصفانہ ہے کہ اس سے پنجاب کی ایک بہت بڑی آبادی کو جو سب سے زیادہ امداد کی مستحق ہے ضروری امداد سے نہ صرف محروم ہی کر دیا گیا ہے بلکہ اگر یہ بل قانون بن جائے تو اس سے اس مستحق امداد آبادی کی مشکلات میں اضافہ ہو جائے گا۔ اس لئے قرضہ بل کمیٹی یہ چاہتی ہے کہ تمام وہ لوگ جنہیں قانون انتقال اراضی کے مطابق زراعت پیشہ اقوام تسلیم کیا گیا ہے اور تمام وہ لوگ جو زمینوں کے مالک ہیں یا زمینداروں کے مزارعین ہیں۔ اس امر سے قطع نظر کہ ان کی آمدنی کا ذریعہ زراعت ہے یا نہیں۔ مجوزہ قانون میں زراعت پیشہ تسلیم کر لئے جائیں۔ علاوہ ازیں قرضہ بل کمیٹی یہ ترمیم پیش کرتی ہے۔ کہ تمام مزدوری پیشہ لوگوں کے قرضوں پر بھی جو خواہ زراعت کے کاموں میں مزدوری کا کام کرتے ہیں یا دوسرے کاموں میں۔ یہ قانون جاری کر دیا جائے۔ درحقیقت یہی لوگ قرضہ بل کمیٹی کی رائے میں اس امداد کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ اتنے ہی جتنا کہ ایک مفلس کسان۔

مسودہ قانون کے دوسرے حصہ کے متعلق قرضہ بل کمیٹی نے ایسے مقروضین کے لئے جو اپنا قرضہ نہیں ادا کر سکتے ۲۵۰/- روپیہ کی قرضہ کی حد کو بہت زیادہ قرار دے کر یہ ترمیم پیش کی ہے کہ جو شخص ۱۰۰/- روپیہ تک بھی مقروض ہو وہ بھی اگر قرضہ ادا نہ کر سکتا ہو تو اس قانون کے مطابق قرضہ ادا کرنے سے معذور قرار دیا جائے۔ درحقیقت وہی شخص زیادہ امداد کا مستحق ہے۔ جو صرف ایک سو روپیہ کی قلیل رقم قرض لیتا ہے مگر بعد میں اس قابل نہیں رہتا کہ وہ رقم ادا کر سکے۔ لہذا ایسے محتاج لوگوں کو اس قانون کی پیدا کردہ سہولتوں سے محروم رکھنا قطعاً بعید از انصاف ہے۔

سود کے متعلق قرضہ بل کمیٹی نے ترمیم پیش کی ہے کہ سود در سود کا رواج قانوناً بند کر دیا جائے۔ کیونکہ یہ بہت ہی مہلک اور تباہی خیز رواج ہے۔ نیز مفرد سود کے لئے کفالت کی صورت میں ۹ فی صدی سالانہ اور بغیر کفالت قرضہ پر ۱۲ فی صدی سالانہ شرح مقرر کی جائے مصالحتی بورڈوں میں قرضہ بل کمیٹی کی رائے ہے کہ غیر سرکاری ممبر کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ لہذا اس کے لئے بھی کوئی دفعہ مقرر کی جائے۔

مسودہ قانون کے حصہ چہارم کی دفعات سے قرضہ بل کمیٹی یہ سمجھتی ہے کہ مصالحتی بورڈ اس امر کا مجاز نہ ہوگا کہ وہ مقروض کی ایسی جائداد مثلاً زمین، مویشی، زراعت کے اوزار، گھر کا سامان، زیورات، کپڑے وغیرہ جو معمولی قانون کے ماتحت قرقی یا بیع سے مستثنےٰ ہیں فیصلہ کرتے ہوئے قرض خواہ کے حوالے کر دے۔

دام دوپٹ کے قاعدے میں قرضہ بل کمیٹی نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ کسی ایسے مقدمے میں جو اس قانون کے نفاذ کے بعد کسی زراعت پیشہ یا مزدوری پیشہ کے خلاف کسی عدالت میں دائر کیا جائے۔ کوئی عدالت اصل قرض کی رقم سے دگنی رقم سے یا اس قانون کے نفاذ کے وقت واجب الادا رقم سے (ان میں سے جو زیادہ ہو) زیادہ رقم کی ڈگری نہ دے سکے۔

بنکوں کے مقدمہ میں عدالت کو کسی واجب الادا رقم کی ڈگری دیدینے کی دفعہ کو قرضہ بل کمیٹی چاہتی ہے کہ اس بل میں سے قطعاً نکال دیا جائے۔ کیونکہ اس قاعدے کے مطابق یہ خطرہ ہے کہ ساہوکار بھی اپنے باقاعدہ بنک بنا کر مفلس کسانوں کے خلاف آزادانہ طور پر ڈگریاں حاصل کر لیا کریں گے

بل میں مذکورہ فوق ترامیم کے علاوہ قرضہ بل کمیٹی حسب ذیل اضافہ کا مطالبہ کرتی ہے۔

(۱) کسی شخص کا کسی کو کم رقم قرض دے کر رسید یا سند میں زیادہ لکھوا لینے کا فعل خواہ وہ قرضہ لینے والے کی مرضی سے ہی کیوں نہ ہو جرم قرار دیا جائے۔

(۲) کسی گذشتہ قرضہ کے نام پر بعد میں کسی شخص کو درحقیقت اس وقت روپیہ ادا کرنے کے بغیر اس سے کوئی رسید یا سند حاصل کرنے کا فعل بھی جرم قرار دیا جائے۔

(۳) چونکہ ایسے مقدمات وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ کہ عدالتوں نے مدعی کے ایسے بیان پر جس کے ثبوت میں مدعی نے محض اپنی ہی کتب حساب میں وصولی روپیہ کے ایسے اندراجات پیش کئے جن پر مقروض کا دستخط یا نشان انگشت ثبت نہ تھا ڈگریاں دیدی ہیں۔ لہذا اس بل میں ایک ایسی دفعہ بھی قائم کی جائے جو اس قسم کے ثبوت پر ڈگریاں ممنوع قرار دے۔ نیز اگر مقروض ان پڑھ ہو یا وہ اس زبان سے ناآشنا ہو جس میں روپیہ کی رسید لکھی گئی ہو تو اس صورت میں صرف دستخط یا نشان انگشت ہی مدعی کے دعوے کے ثبوت کے لئے کافی نہ سمجھا جائے۔ بلکہ عدالتیں اس امر کی پابند ہوں۔ کہ وہ دستخط اور نشان انگشت کے علاوہ مدعی سے اور ثبوت بھی طلب کریں

قرضہ بل کمیٹی کو امید ہے کہ محتاج کو ٹھوس امداد بہم

پہنچانے کے ان جذبات کے پیش نظر جو ان ترامیم کی تہ میں کام کر رہے ہیں حکومت ان ترامیم پر ہمدردانہ غور کرے گی اور پنجاب کی مجلس مقننہ اپنی دانشمندی کا عملی ثبوت پیش کرتے ہوئے ان ترامیم اور اضافوں کے ساتھ جو اس بل کے لئے پیش کئے گئے ہیں اس بل کو قانون کی شکل میں منظور کرے گی میں اسی بیان کے ذریعہ یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہمارا کام سپاہیانہ طور پر مدافعت کے لئے لڑنا ہے۔ لہٰذا ہم کسانوں کو مطمئن کر دینا چاہتے ہیں کہ ہم اگر حقوق کے حصول کیلئے لڑتے لڑتے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آئندہ نتائج پیدا کرنا خدا کا کام ہے اور ہمیں امید ہے کہ خدا تعالیٰ جس طرح ہمیشہ محتاج کی مدد کرتا ہے۔ اسی طرح ہماری بھی امداد کریگا اور مظلوموں کی آواز سن کر ظالم کے مقابلہ کے لئے انہیں ضروری مدد دیگا۔ جہاں تک ہماری کوششوں کا تعلق ہے ہم پوری کوشش کریں گے۔ ہم نے قرضہ کے بوجھ سے اہل پنجاب کو چھٹکارا دلانے کا خدا تعالیٰ کے بھروسہ پر تہیہ کر لیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے سب سے پہلا جو مطالبہ پیش کیا ہے۔ اس میں زراعت پیشہ لوگوں کے علاوہ دیہاتی اور شہری مزدوری پیشہ لوگوں کو بھی شامل کر لیا ہے۔ ہماری ترامیم کے ساتھ اگر بل منظور ہو گیا۔ تو مقروضین کو صرف پنجاب ہی میں نہیں۔ بلکہ دوسرے صوبجات ہند میں بھی اس قانون کے مطابق بہت سہولتیں بہم پہنچ سکیں گی۔

اب میں اخیر میں تمام زمینداروں، کسانوں اور مزدوروں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے اپنے حلقوں میں جلسے کر کے مندرجہ فوق ترمیمات کی تصدیق کر کے اخبارات اور حکومت کو اس بات کی اطلاع دیں۔ کہ وہ قرضہ بل کمیٹی کی تجاویز کے مطابق بل میں ترمیم چاہتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ جن حضرات کے پاس یہ اشتہار پہنچیگا وہ اپنے طور پر اپنے حلقے میں جلسہ کر کے اس بیان سے اپنے پورے پورے اتفاق کی اطلاع چیف سکرٹری حکومت پنجاب اور اخبارات تک ضرور پہنچا دینگے۔

محمد اللہ بخش ضیاء سکرٹری قرضہ بل کمیٹی (پنجاب)

جلسوں کیلئے مبلغین موجود ہیں

اگست میں اساتذہ جامعہ احمدیہ مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول فارغ ہونے والے ہیں۔ نیز جامعہ احمدیہ کی اعلیٰ جماعتوں کے طلباء کو ماہ جولائی میں رخصتیں ہو جائیں گی۔ ان میں سے بعض نہایت عمدہ تقریریں کر سکتے ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ اگر جماعتیں جولائی اگست ستمبر میں اپنے سالانہ جلسے منعقد کریں۔ تو میں ان اساتذہ اور طلباء سے ان جلسوں کو کامیاب بنانے میں بہت کچھ مدد دے سکتا ہوں۔ پس احباب مجھے ابھی سے اطلاع دیں۔ کہ وہ ان تین ماہ میں کس تاریخ کو جلسہ کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں۔ تا میں مشورہ کرنے کے بعد قبل از وقت پروگرام مرتب کر کے مقررین کو تیاری کرنیکے لئے مناسب ہدایات دیدوں۔ اس موقعہ کو احباب غنیمت سمجھیں۔ اور اس سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔ (ناظر دعوت و تبلیغ)

مولوی احمد دین صاحب مرحوم

میرے والد مولوی احمد دین صاحب مرحوم و مغفور جو خدا کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔ ۱۹۱۴ء میں فوت ہوئے۔ افسوس کہ ابھی تک ان کے نہایت مختصر حالات زندگی بھی نہ لکھے گئے۔ اب ایک تحریک کے ماتحت کچھ حالات لکھے جاتے ہیں۔

والد صاحب مرحوم رہان راجپوت قوم سے تھے۔ اور بوتالہ جھنڈا سنگھ ضلع گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے۔ ابتدائی عمر میں گھر میں معمولی ابتدائی تعلیم حاصل کر کے لاہور میں ایک عرصہ تک دینی اور دنیاوی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ پھر اورنٹیل کالج لاہور میں داخل ہو کر انہوں نے مولوی۔ مولوی عالم اور منشی فاضل کے امتحانات پاس کئے۔ نیز طب کا اعلیٰ امتحان حکیم حاذق پاس کر کے زبدۃ الحکماء کی ڈگری حاصل کی۔ اور کچھ عرصہ تک لاہور میں ہی طبابت کا شغل رکھا۔ پھر بھیرہ میونسپل بورڈ ہائی سکول میں مدرس عربی ہو گئے۔ غالباً ۱۸۹۴ء میں بھیرہ گئے تھے۔ جہاں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ سے گاہے گاہے ملاقات کا موقعہ ملتا رہا۔ جو ان کی احمدیت قبول کرنے کا باعث ہوا۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب مفتی حکیم فضل الرحمٰن صاحب۔ حافظ محمد اسحٰق صاحب مرحوم۔ خان بہادر غلام محمد صاحب پنشنر۔ بابو فخر الدین صاحب پنشنر۔ ماسٹر محمد زمان صاحب مرحوم اور کئی ایک اور احباب جماعت جنہوں نے میونسپل بورڈ ہائی سکول بھیرہ میں تعلیم حاصل کی ان کے شاگردان رشید میں سے ہیں۔

والد صاحب مرحوم بڑے فخر سے بیان کیا کرتے تھے۔ کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دوش بدوش کھڑے ہو کر باجماعت نمازیں پڑھی ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

۱۹۰۶ء میں والد صاحب مرحوم کی تبدیلی اپنے وطن گوجرانوالہ میں ہو گئی۔ مگر چونکہ وہاں کے سکول میں مدرس عربی موجود تھا۔ لہٰذا ان کو فیروزپور تبدیل کیا گیا۔ جہاں ۱۹۱۴ء تک رہے اور ۵ دسمبر ۱۹۱۴ء کو وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(خاکسار۔ محمد شریف پنشنر۔ قادیان)

چوہدری برکت علی خانصاحب کو مبارکباد

چوہدری برکت علی خان صاحب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان کی لڑکی کا نکاح جو ۱۱ جون حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب کاٹھگڑھی سے پڑھایا۔ میں جماعت کاٹھگڑھ کی طرف سے اس تقریب پر چوہدری برکت علی خان صاحب کو مبارکباد عرض کرتا ہوں چوہدری صاحب گھوڑے واہے راجپوتوں کے سبب سے اونچے مقام یعنی گڑھ شنکر کے رہنے والے ہیں۔ جو راجپوتوں میں ایک بڑی چھت کا درجہ رکھتے ہیں۔ راجپوتوں میں یہ ایک مرض دیرینہ ہے۔ کہ جس جگہ وہ اپنے لڑکے کی شادی کرتے ہیں وہاں اپنی لڑکی دینا ناپسند بلکہ بہت برا سمجھتے ہیں۔ گڑھ شنکر والے کاٹھگڑھ سے لڑکیاں لے لیتے ہیں۔ لیکن دیتے نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ بھی وقتاً فوقتاً اس رسم قبیحہ کے دور کرنے کے لئے توجہ دلاتے رہے ہیں۔ چوہدری برکت علی خان صاحب بچپن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت سے قادیان میں رہتے ہیں۔ انہوں نے اپنی قوم کی ایک معیوب رسم کو جو راجپوتوں میں اس وقت سے رائج ہیں۔ جب کہ وہ ہندو تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل دور کرا دیا۔ اور نمونہ بن کر دکھایا ہے۔

خاکسار۔ عبدالمنان امیر جماعت احمدیہ کاٹھگڑھ ضلع ہوشیارپور

قابل توجہ احمدی ڈاکٹر صاحبان

ہمارے ملک میں روزانہ ہزاروں مریض تیمارداروں کے محض اتنی بات نہ جاننے کی وجہ سے کہ کونسی غذا کس مرض میں مفید اور کس مرض میں مضر یا تکلیف دہ ہے سخت پریشانی اٹھاتے ہیں اور اکثر اوقات نادانستہ غلط غذا کا استعمال مرض کے بڑھانے کا موجب ہو جاتا ہے۔

پھر یہ بھی بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ بہت سے ڈاکٹر صاحبان جب تک خاص طور پر خود مریض دریافت نہ کرے غذا کے متعلق بہت کم ہدایات دیتے ہیں۔ بلکہ بعض وقت ایک غیر واضح فقرہ کہہ کر سبکدوش ہو جاتے ہیں۔ مثلاً "ہلکی غذا کھاؤ" جس سے بالکل ممکن ہے۔ کہ مریض وہ غذا استعمال کر بیٹھے۔ جو باوجود ہلکی ہونے کے مرض کے بڑھانے کا موجب ہو جائے۔ پس میں اپنے احمدی ڈاکٹر بھائیوں میں سے کسی سے التجا کرتا ہوں۔ کہ وہ ایک ایسی کتاب شائع کریں۔ جو لوگوں کے لئے سہل طریقہ پر راہنمائی کا موجب ہو۔ کہ فلاں مرض میں فلاں فلاں غذا سخت مضر ہوتی ہے۔ اور فلاں غذا مفید۔ خصوصیت سے ہندوستانی غذاؤں اور اس ملک میں پیدا ہونے والوں پھلوں کو مدنظر رکھیں۔ چند کتب اس مضمون پر میری نظر سے گذری ہیں جن میں بجائے غذاؤں کے فوائد کے بعض اجناس کے اجزا اور تراکیب بیان کی گئی ہیں۔ مثلاً فلاں پھل میں اس قدر رنگ ہے۔ اتنا نشاستہ ہے؟

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

افغانستان کے علاقہ متصلہ صوبہ سرحد میں پشاور سے ۲۴ جون کی اطلاع کے مطابق بارش کے باعث سخت طغیانی آئی۔ جس سے بارہ اموات واقع ہوئیں۔ قریباً چھ ہزار مویشی نذر سیلاب ہو گئے ڈیڑھ ہزار من کے قریب اناج ضائع ہو گیا۔

اوٹاکمنڈ سے ۲۴ جون کی خبر ہے کہ آس پاس کے علاقہ میں دس انچ تک بارش ہوئی۔ گذشتہ ۲۵ سال میں اس قدر زور کی بارش نہ ہوئی تھی۔ لوگ جانیں بچانے کے لئے مکانات چھوڑ کر بھاگ گئے۔ پونے چھ صد مکانات تباہ ہو گئے ہیں تین ہزار لوگ بے خانماں پھر رہے ہیں۔

قرضہ جنگ کی وصولی کے لئے جرمنی سے برطانیہ نے جو دھمکی آمیز مطالبہ کیا تھا۔ برلن سے ۲۴ جون کی اطلاع ہے کہ اس کے جواب میں صدر ریشتاغ نے اعلان کیا ہے کہ جرمنی کے قرضہ جات کا مسئلہ جبر اور دھمکیوں سے طے نہیں ہو سکتا۔ جو ملک کلیرنگ ہاؤس سسٹم جاری کریگا۔ یعنی جرمن مال کی قیمت کی ادائیگی بند کر دے گا۔ تو جرمنی اس سے تمام تجارتی تعلقات منقطع کر لے گا۔ جرمنی سے قرضہ کی وصولی کے لئے تجاویز پیش کرتے ہوئے اس نے کہا کہ جرمنی کی نو آبادیات اسے واپس کر دی جائیں۔ تا وہ خام اجناس اپنے قرضہ میں ادا کر سکے۔ جرمنی کو اپنی برآمد بڑھانے کا موقعہ دیا جائے۔ اور نہ صرف سود بلکہ زر اصل میں بھی کمی کی جائے۔

خشک سالی کی وجہ سے امریکہ۔ کینیڈا۔ روس اور مشرقی یورپ میں غلہ کی تمام فصلیں تباہ ہو جانے کی جو خبر گذشتہ پرچہ میں دی جا چکی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ارجن ٹائن ۔ شکاگو اور لنڈن کی منڈیوں میں گیہوں کے نرخ بہت بڑھ گئے ہیں۔ اور روس میں روئی کے نرخ یکا یک دو گنے ہو گئے ہیں۔

زنجبار (افریقہ) کی ہندوستانی ایسوسی ایشن نے اطلاع دی ہے۔ کہ وہاں کی حکومت ایک ایسا قانون وضع کرنے والی ہے۔ جس کے رو سے ہندوستانی وہاں زمین کی خرید نہیں کر سکیں گے۔ نیز لونگ اور دیگر اشیاء کی تجارت کے سلسلہ میں بھی ان پر پابندیاں عاید ہو جائیں گی اگر یہ قانون نافذ ہو گیا۔ تو ہندوستانی اپنے اسی لاکھ روپیہ کے سرمایہ سے جو اس وقت تجارت اور عربیوں کے ذمہ ہے محروم ہو جائیں گے۔ اور ۱۵ ہزار ہندوستانی تاجر بے کار ہو جائیں گے۔

آسام سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ طغیانی کے باعث آٹھ صد مربعہ میل علاقہ زیر آب ہے۔ تمام فصلیں اور مال و اسباب تباہ ہو چکا ہے۔ نقصان کا اندازہ قریباً بیس لاکھ کیا جاتا ہے۔ بنگال کے کئی دیہات بھی گوہاٹی سے ۲۶ جون کی اطلاع کے مطابق زیر آب ہیں ریلوے لائن بھی کئی جگہ سے ٹوٹ چکی ہے۔

والیٔ افغانستان نے ڈیرہ اسمٰعیل خاں سے ۲۶ جون کی اطلاع کے مطابق ایک فرمان جاری کیا ہے۔ کہ آئندہ جو غلہ افغانستان میں آئے گا۔ اس پر کوئی محصول نہیں لیا جائیگا۔

گاندھی جی کے ہری جن دورہ کے بعد کے پروگرام کے متعلق احمد آباد میں ۲۶ جون کو ایک پریس رپورٹر سے سیٹھ جمنا لال بجاج نے کہا۔ کہ وہ حکومت کے آئندہ رویہ پر منحصر ہے۔

پرنس آف ویلز نے ۲۳ جون اپنی چالیسویں سالگرہ منائی۔ یعنی اس روز آپ کی عمر پورے ۴۰ سال ہو گئی آپ نے ابھی تک شادی نہیں کرائی۔

افغان قونصل جنرل مقیم شملہ نے ۲۴ جون کو ایک بیان شائع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ بعض اخبارات میں جو یہ خبر شائع ہوئی تھی۔ کہ افغانی علاقہ میں ایک لاری پر فائر کئے گئے۔ یہ غلط ہے۔

پنجاب کونسل کے اجلاس شملہ میں ۲۷ جون کو شرح چارہ کے بڑھائے جانے پر احتجاج کے لئے سردار حبیب اللہ صاحب نے تحریک التوایش کی۔ تو چودھری اللہ داد خاں نے کہا کہ اس تحریک سے محرک کا ذاتی مفاد وابستہ ہے اور صاحب صدر رولنگ دے چکے ہیں۔ کہ جس تحریک سے کسی ممبر کی مالی اغراض وابستہ ہوں۔ وہ اس پر تقریر نہیں کر سکتا صاحب صدر نے چودھری صاحب سے بیٹھ جانے کو کہا لیکن انہوں نے بیٹھتے ہوئے کہدیا۔ کہ میں اس تحریک کا سخت مخالف ہوں۔ اس پر صاحب صدر نے انہیں ہال سے باہر نکال دیا۔ لیکن نصف گھنٹہ کے بعد ممبران کے اصرار اور چودھری صاحب کے معافی مانگنے پر دوبارہ اندر آنے کی اجازت دیدی گئی۔

حکومت پنجاب کی طرف سے چارہ کے آبیانہ کی شرح میں اضافہ کی مذمت کے لئے سردار حبیب اللہ خاں نے جو تحریک التوایش کی تھی۔ وہ ایک گھنٹہ کی بحث و تمحیص کے بعد ۳۴ ووٹوں کی موافقت اور ۲۵ کی مخالفت سے پاس ہو گئی۔

احراری ایجی ٹیٹروں کی طرف سے ریاست کپورتھلہ میں جو جتھے بھیجے جا رہے ہیں۔ ان کے پیش نظر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جالندھر نے وہاں دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی ہے۔ احراری لیڈروں کو نوٹس دیئے گئے ہیں۔ کہ وہ جالندھر میں کوئی جلسہ وغیرہ نہ کریں۔ نیز قانون تحفظ والیان ریاست کے ماتحت کپورتھلہ میں جتھے لے جانا ممنوع قرار دیا ہے۔ ۲۷ جون کو پھگواڑہ سے ایک جتھہ ۲۱ آدمیوں کا گیا۔ جسے گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے رہنما کو ایک سال قید اور پانچ سو روپیہ جرمانہ اور باقیوں کو چھ چھ ماہ قید اور دو دو سو جرمانہ کی سزائیں دی گئیں۔

گورنر بنگال نے کلکتہ سے ۲۷ جون کی اطلاع کے مطابق بنگال کونسل کی میعاد میں ۲۹ جون ۱۹۳۴ سے ایک سال کی توسیع کا اعلان کر دیا ہے۔

حیدر آباد دکن سے ۲۶ جون کی خبر ہے کہ موضع موہن آباد میں ایک گیدڑ مونگ پھلی بکثرت کھا کر پاگل ہو گیا اور ایک بیل کو کاٹا وہ بھی کھیتوں میں ہی مر گیا۔ رات کو بہت سے گیدڑ اس کی لاش کو کھا کر پاگل ہو گئے۔ اور لوگوں کو کاٹ رہے ہیں۔ ۵ ہلاک اور ۱۰ زخمی ہو چکے ہیں گیدڑوں نے گاؤں کا محاصرہ کر رکھا ہے اور کسی شخص کو پوری طرح سے مسلح ہوئے بغیر گھر سے نکلنے کی جرأت نہیں ہوتی۔

کپورتھلہ سٹیٹ کونسل نے ۲۷ جون کی اطلاع کے مطابق مہاراجہ صاحب سے سفارش کی ہے۔ کہ سلطان پور فائرنگ میں ہلاک شدگان کے پسماندگان کی امداد کے لئے پانچ ہزار روپیہ سالانہ منظور کیا جائے۔

میجر کوٹھا والہ کی جگہ ایک یورپین کو ریاست کپورتھلہ کا انسپکٹر جنرل پولیس مقرر کیا گیا ہے۔ جو کپورتھلہ پہنچ چکا ہے

حکومت پنجاب نے ایک اعلان کے مطابق ملیریا کے موسم میں لوگوں کو اس نامراد مرض سے بچانے کی غرض سے اسی لاکھ کونین کی گولیاں تقسیم کرنے فیصلہ کیا ہے اگر تقسیم مناسب طریق پر ہو۔ تو یہ تجویز بہت مفید ہوگی۔

دہلی کے آریہ سماجیوں نے ۲۶ جون کی اطلاع کے مطابق جلسہ کر کے فیصلہ کیا ہے کہ اگر ریاست حیدر آباد پنڈت رام چند کے خلاف مقدمہ کو واپس نہ لے۔ یا سماعت کے لئے خاص ٹریبونل مقرر نہ کرے۔ تو ریاست کے خلاف ستیہ گرہ کیا جائے۔